آسان اُردو

ساتویں جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

ناشر:

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو، سندھ

منظور شدہ: محکمۂ تعلیم بطورِ واحد نصابی کتاب برائے مدارس صوبۂ سندھ

نگرانِ اعلیٰ: احمد بخش ناریجو
چیئرمین، سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ جام شورو

نگراں: ناہید اختر

مصنفین: رباب بیگم
وقار احمد خاں
صابر حسین
ڈاکٹر عبدالحق خاں حسرت کاسگنجوی
ساقی جاوید
ڈاکٹر سعدیہ نسیم
محمد ناظم علی خاں ماتلوی

مدیران: ڈاکٹر عبدالحق خاں حسرت کاسگنجوی
محمد ناظم علی خاں ماتلوی

کمپیوٹر گرافکس: بختیار احمد بھٹو

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

شُکر کیسے ادا کروں تیرا
تو کہ پَروردِگار ہے میرا

ہر طرف ہیں تجلّیاں تیری
بے حِجابی، حِجاب ہے تیرا

بخش دے میرے سب گناہوں کو
کیوں کہ غَفّار نام ہے تیرا

میں پُکاروں تیرے سوا کِس کو
کارساز اور کون ہے میرا

دلِ عزمی پہ ہر نَفَس یا رَب!
کَرَم بے حساب ہے تیرا

(اِرتضاء عزمی)

(الف) اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

(ب) نیچے دیے ہوئے لفظوں کے جیسی آوازوں والے دو دو لفظ اور لکھیے:

حِجاب ____________ ____________

کارساز ____________ ____________

اِسلامی بھائی چارہ

ہمارے پیارے نبی حضرت مُحمّد مُصطفٰی ﷺ کو اللہ تعالٰی نے لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو عُمدہ اخلاق کی تمام باتوں پر عَمل کر کے زندگی گزارنے کے پاکیزہ طریقے سِکھائے۔ آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ تمام مُسلمان ایک جِسم کی مانند ہیں۔ اگر جسم کے کسی ایک حصّے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ اِس تعلیم کے نتیجے میں تمام مُسلمان ایک دوسرے کے ہم درد بن گئے اور ایک دُوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہونے لگے۔

جب رسُول پاک ﷺ نے مکّے کے کافروں کے ظُلم و سِتم سے تنگ آ کر اللہ تعالٰی کے حُکم کے مطابق مدینہ شریف ہِجرت فرمائی تو بہت سے مُسلمان بھی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ مسلمان چوں کہ کافروں کے ظُلم و سِتم سے تنگ آ کر مکّے سے صرف اپنی جانیں ہی بچا کر لا سکے۔ کوئی ساز و سامان ان کے پاس نہ تھا۔ اِس لیے سوال یہ تھا کہ اس نئے وطن میں وہ زندگی کس طرح گزاریں؟ اِس موقع پر رسول پاک ﷺ نے مدینے کے مُسلمانوں، اَنصار اور مکّے سے ہجرت کر کے آنے والے مُہاجرین کو ایک جگہ جمع کیا۔ پھر مُہاجرین اور اَنصار میں سے ایک ایک آدمی کو بلا کر ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ اس طرح مُہاجرین اور اَنصار کے درمیان اسلامی بھائی چارہ قائم کر دیا۔ اس بھائی چارے کے نتیجے میں ہر اَنصاری اپنے مُہاجر بھائی کو اپنے گھر لے گیا۔

اپنا گھر بار اور مال واسباب ان کے سامنے کر دیا اور کہا کہ اب اِس میں سے آدھا تُمھارا ہے۔ مال کی صُورت میں اَنصار کے پاس صرف نَخلِستان تھے۔ انھوں نے رَسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں سے آدھے ہمارے مُہاجر بھائیوں کو دے دیں۔ مُہاجرین تِجارت کیا کرتے تھے۔ کھیتی باڑی سے انھیں دُور کا واسطہ نہ تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کی طرف سے انکار کیا۔ اس پر اَنصارِ مدینہ نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ کہا کہ کھیتی باڑی ہم خود کریں گے، لیکن اس میں سے آدھا مُہاجر بھائیوں کا ہو گا۔ ان کے اِصرار پر مُہاجرین نے یہ پیش کش قبول کر لی اور خود بھی اپنی حیثیت کے مطابق چھوٹی موٹی تِجارت شروع کر دی۔ کوئی گھی اور پَنیر بیچنے لگا، کوئی کھجوریں، کوئی کپڑا اور بعض مُہاجرین نے دکانیں کھول لیں۔ حَضرت ابو بکر صدیق رَضِی اللہ تعالیٰ عَنہ نے "سَخ" کے مقام پر ایک کارخانہ کھولا، جہاں وہ کپڑے کی تِجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت عُمر فاروق رَضِی اللہ تَعالیٰ عَنہ نے بھی تِجارت شروع کر دی جو رَفتہ رَفتہ بہت وسعت اختیار کر گئی اور اِیران تک پہنچ گئی۔ اِسی طرح عَبدالرحمٰن بن عوف رَضِی اللہ تعالیٰ عَنہ نے گھی اور پَنیر کی تِجارت شروع کر دی۔ غرض کچھ مُہاجرین صحابہ رَضِی اللہ تَعالیٰ عنہم نے تِجارت میں دِل چسپی لی اور کچھ ایسے بھی تھے جو صرف عِلم سیکھنے اور سکھانے میں مَصروف ہو گئے۔

کاروبار کے علاوہ دُوسری اہم ضُرورت رہائش کی تھی۔ انصار کے پاس بہت سی زمینیں اور مکانات تھے۔ انھوں نے اپنے مُہاجر بھائیوں کو اس میں سے بھی آدھا حصّہ دے دیا۔ اس طرح مُہاجرین کی رہائش کا مسئلہ بھی بڑی خُوبی سے حل ہو گیا۔

ایک مرتبہ بنو نضیر قبیلے کی کچھ زمینیں اور نَخلِستان مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اَنصار کو بلا کر فرمایا کہ مُہاجرین نادار ہیں۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو یہ زمینیں اور نَخلِستان ان کو دے دیے جائیں اور تم اپنے نَخلِستان ان سے واپس لے لو۔ لیکن اَنصار نے ایک بار پھر بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا اور کہا کہ نہیں! ہمارے نَخلِستان بھی ہمارے بھائیوں ہی کے پاس رہنے دیجیے اور یہ بھی ان کو عِنایت فرما دیجیے۔ اس بھائی چارے کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو گی کہ جب بحرین فتح ہوا تو آپ ﷺ نے اَنصار کو بلا کر فرمایا کہ میں بحرین کی زمینیں تم لوگوں میں تقسیم کر دینا چاہتا ہوں۔ اس موقع پر اَنصارِ مدینہ نے پھر بڑے ایثار و خلوص کا ثبوت دیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ پہلے ہمارے مُہاجر بھائیوں کو اتنی ہی زمینیں عنایت فرما دیں، تب ہم لینا منظور کریں گے۔

مُسلمان آپس کے اِتّحاد و محبّت کی وجہ سے بہت سی فکروں سے آزاد ہو گئے تھے اور اب دینی تعلیم کی وجہ سے ان کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جا رہی تھی۔ یہ بات کافروں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اس لیے مکّے کے کُفار اور خود مدینے ہی کے مختلف قبیلے مسلمانوں سے جنگ کرنے لگے۔ اس کے پیشِ نظر مُسلمانوں کو دِینی علم کے علاوہ سپہ گری اور دیگر جنگی فنُون سیکھنے کی ضُرورت پیش آئی۔ ایک گروہ مُسلمانوں میں ایسا تھا جو جنگی فنُون پر دَسترس رکھتا تھا۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے میں بھی اِسلامی اُخوّت کا طریقہ اختیار کیا۔ اُن مُسلمانوں کو جو جنگی فنُون سے ناواقف تھے، اُنھیں واقفیت رکھنے والوں کا بھائی بنا دیا تاکہ وہ تربیت حاصل کر سکیں۔ اِس طرح تمام مسلمان جنگی فنُون سے واقف ہو گئے۔

آج بھی اسلامی اُخوّت اور مَساوات کی یہ خُوبی ہے کہ کوئی غیر مُسلم شخص اگر اسلام قبول کر لے تو وہ امیری، غریبی اور ادنیٰ و اعلیٰ کے فرق کے بغیر عام مُسلمانوں کا بھائی ہو جاتا ہے

اور برابر کے حقوق رکھتا ہے۔

یہ اِسلامی بھائی چارہ ہی تھا جس نے مسلمانوں کو ایک جان دو قالب بنا دیا۔ ان کے ہی باہمی اتفاق واِتحاد نے انھیں ایک زبردست اور ناقابلِ شکست قوم میں تبدیل کر دیا تھا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- رسول پاک ﷺ نے مُہاجرین اور اَنصار کے درمیان کس طرح بھائی چارا قائم فرمایا؟

۲- اَنصار نے مُہاجرین سے کیسا سلوک کیا؟ مختصراً لکھیے۔

۳- بَنو نَضیر قبیلے کی زمینیں جب مُہاجرین کو ملیں تو اَنصار نے اپنی زمینوں کے بارے میں کیا کہا؟

۴- بَحرین کی فتح کے موقع پر اَنصار نے مُہاجرین کے لیے کس خلُوص کا اظہار کیا؟

۵- جنگی فُنُون سیکھنے کے بارے میں رسول پاک ﷺ نے کس طرح مُہاجرین واَنصار میں بھائی چارا قائم کیا؟

(ب) نیچے دیے ہوئے جملوں کو درست کر کے لکھیے:

۱- مسلمانوں کو کافر پہلے زیادہ سے تکلیفیں پہنچانے لگے۔

۲- انصار مہاجر بھائی کو ہر اپنے گھر لے گیا۔

۳- انصارِ مدینہ بڑی فراخ دلی نے کے کہا ساتھ۔

۴- ان اِصرار پر کے مہاجرین یہ نے پیش کش قُبول کر لی۔

۵- اس طرح مہاجرین رہائش کی مسئلہ بھی کا حل ہو گیا۔

(ج) ذیل کے الفاظ کی واحد یا جمع لکھیے:

مہاجر — کُفار — عُلوم — حَدیث — تکِلیفیں — دُکان — زمینیں — خَطرہ — فَن۔

حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ

حضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ مُسلمانوں کے تیسرے خلیفہ تھے۔ آپؓ کے والد کا نام عَفّان تھا۔ حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ اپنے زمانے کے اُن چند لوگوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اُنھوں نے بچپن میں اُونٹ چَرائے جو عربوں میں بہت ضُروری سمجھا جاتا تھا۔ حَضرت ابُو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کی دعوت پر اِسلام لائے۔

اسلام لانے کے بعد حَضرت عُثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ پر اُن کے اپنے رشتے دار ظُلم ڈھانے لگے۔ وہ اُنھیں کسی طرح بھی چین نہیں لینے دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر حُضور نبی کریم ﷺ نے اُنھیں چند دوسرے مُسلمانوں کے ساتھ حَبَشہ کی طرف ہِجرت کرنے کی اِجازت دی۔

حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کو تین فضیلتیں حاصل تھیں۔ ایک فضیلت تو یہ تھی کہ رَسُول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحب زادیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے اُن سے کیا۔ دوسری فضیلت یہ کہ اُنھوں نے دین کی خاطر دو بار ہجرت کی۔ پہلی حَبَشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منوّرہ کی جانب۔ تیسری فضیلت یہ ہے کہ اُنھوں نے قرآن مجید لکھوا کر اُس کی نَقلیں مسلمانوں کی ساری آبادیوں میں بھجوادیں۔ اُنھی کی نَقلیں آج ساری دنیا میں موجود ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کو اِسی لیے "جَامِعُ القُرآن" بھی کہتے ہیں۔

حَضرت عُثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ غنی اِسلام سے پہلے بھی جاہلیت کے طور طریقوں کو ناپسند کرتے تھے۔ شرم و حیا کے پُتلے تھے۔ ہر قسم کی غیر اخلاقی باتوں سے سخت نفرت تھی۔ عرب میں اُس وقت جُوا اور شراب عام تھی مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کسی بُرائی کے قریب تک نہیں گئے۔

آپؓ بڑے دولت مند اور نہایت سَخی تھے۔ آپ کا شُمار مکّے کے چوٹی کے دولت مند لوگوں میں ہوتا تھا، مگر آپ نے کبھی اپنی دولت پر فخر نہیں کیا۔ بلکہ بڑی سخاوت اور فیّاضی سے امیر و غریب سب کو فائدہ پہنچایا۔ اُنھوں نے اپنی دولت مسلمانوں کے لیے خاص طور پر وقف کر دی تھی۔ مدینے کے شُمال میں میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ پیسے والے تو میٹھا پانی خرید لیتے مگر غریب مسلمان اس سے محروم رہتے۔ حَضرت عُثمان غنی رضیَ اللہُ تَعالٰی عنہ نے پینتیس ہزار درہم میں یہ کنواں خرید کر عام مسلمانوں کے لیے وَقف کر دیا۔

حَضرت ابُو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عنہ کے زمانے میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا۔ اُنھی دنوں حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عنہ کا تجارتی قافلہ گیہوں سے لَدے ہوئے ایک ہزار اونٹ لے کر آیا۔ مدینے کے تاجروں نے بڑے نفع پر گیہوں خریدنا چاہا مگر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عنہ نے تمام گیہوں لوگوں میں مُفت تقسیم کر دیا۔

حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عنہ جہاد کے موقع پر بھی مُسلمانوں کی ہر طرح کی مدد کرتے۔ ایک مرتبہ تو پورے لشکر کے لیے ضرورت کی ہر چیز مُہیا کی۔ اپنے خلافت کے زمانے میں ہر سال حج کو جاتے تو مِنٰی کے مقام پر جب تک تمام حاجیوں کو کھانا نہ کھلا لیتے، لوٹ کر اپنے خیمے میں نہ جاتے۔ یہ سارا خرچ اپنی جیب سے کرتے۔

اِس قدر دولت مند ہونے کے باوجود حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عنہ کے مِزاج میں بڑی سادگی تھی۔ اگر مہمان آجاتے تو کوشش کر کے عُمدہ سے عُمدہ کھانا انھیں کھلاتے اور خود شہد اور زیتون پر گزارا کر لیتے۔ سادا لباس پہنتے، چٹائی پر سوتے مگر اللہ کی راہ میں خرچ کر کے بے حد خوش ہوتے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ حَضرت عُثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ غنی نے کتنی بار ہجرت کی اور کہاں کہاں؟

۲۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے مسلمانوں کے لیے میٹھا پانی مہیا کرنے کے لیے کیا کیا؟

۳۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے قحط کے زمانے میں مسلمانوں کی کیسے مدد کی؟

۴۔ حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

۵۔ کِس کارنامہ کی وجہ سے آپ کو "جامع القرآن" کہا جاتا ہے؟

(ب) ذیل کے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

غنی — چین — فضیلت — جاہلیت — فیّاضی — سَخاوت — محرُوم — دِرہم — جہاد۔

(ج) ان جملوں میں چند اِسموں کے نیچے نشان لگائے گئے ہیں۔ اُن لفظوں کے اوپر نشان لگایئے جو اُن اِسموں کی اچھائی یا برائی ظاہر کرتے ہیں۔

۱۔ مدینے کے شمال میں میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا۔

۲۔ غریب مُسلمان میٹھے پانی سے محروم تھے۔

۳۔ حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے وہ کنواں عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

۴۔ حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ مہمانوں کو عُمدہ کھانا کھلاتے تھے۔

۵۔ حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ سادا لباس پہنتے تھے۔

۶۔ حَضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے قرآن مجید کی صحیح نقلیں مسلمانوں کی ساری آبادیوں میں بھجوا دیں۔

جو لفظ کسی اِسم کی اچھائی یا برائی ظاہر کرتا ہے، اسے قواعد میں صفت کہتے ہیں۔ صفت کیسا، کیسی یا کیسے کے جواب میں آتی ہے۔

(د) ان جملوں میں صفتوں پر نشان (✓) لگایئے:

۱- کچّے پھل نہ کھاؤ۔ ۲- اچھّے بچّے جھوٹ نہیں بولتے۔

۳- پرانے چاول مزے دار ہوتے ہیں۔ ۴- بڑے بول کا سر نیچا۔

۵- بہادر لڑکے نے سچ پر جان دے دی۔ ۶- شریر بچّے لڑتے رہتے ہیں۔

۷- ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو کاٹتا ہے۔ ۸- سادا لباس پہنو۔

۹- صاف سُتھری غذا کھاؤ۔ ۱۰- بڑوں کا اَدب کرو۔

(ہ) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الفاظ: پُتلے - ہِجرت - محرُوم - نقلیں - چَین

۱- مکّے کے کافر مسلمانوں کو کسی طرح __________ نہیں لینے دیتے تھے۔

۲- حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عنہ نے پہلی بار حبشہ کی طرف __________ کی۔

۳- غریب مسلمان میٹھے پانی سے __________ رہتے تھے۔

۴- حَضرت عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عنہ شرم وحیا کے __________ تھے۔

۵- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عنہ نے قرآن مجید کی صحیح __________ مسلمانوں کی ساری آبادیوں میں بھجوادیں۔

نعت

بڑی شان والے ہمارے نبی ﷺ ہیں
بڑے مان والے ہمارے نبی ﷺ ہیں
نبی سب مکرّم ہیں، لیکن جہاں میں
نئی آن والے ہمارے نبی ﷺ ہیں
کہاں سے کہاں پہنچے معراج کی شَب
عجب شان والے ہمارے نبی ﷺ ہیں
زمانے کو دیتا ہے تعلیم حق کی
وہ قرآن والے ہمارے نبی ﷺ ہیں
نبوت ہوئی ذات پر ختم اُن ﷺ کی
بڑی شان والے ہمارے نبی ﷺ ہیں

(اِرتضاء عزمی)

(الف) ذیل کے الفاظ کے معنی اپنی کاپی پر لکھیے:

مان - مکرّم - آن - شَب

(ب) صحیح جملے پر (✓) کا نشان لگائیے:

نعت اس نظم کو کہتے ہیں جس میں: ۱- کسی صحابی کے اوصاف بیان کیے گئے ہوں
۲- خدا کی تعریف کی گئی ہو۔ ۳- رسولِ خدا ﷺ کے اوصاف بیان کیے گئے ہوں۔

(ج) حصہ (الف) کے ہر جزو سے پہلے حصہ (ب) کے اُس جزو کا نمبر لکھیے جس میں اُس کا مطلب بیان کیا گیا ہے:

حصہ (الف)

نبی سب مُکرّم ہیں لیکن جہاں میں	نئی آن والے ہمارے نبی ﷺ ہیں
کہاں سے کہاں پہنچے معراج کی شب	نبوّت ہوئی ذات پر ختم اُن ﷺ کی

(حصہ ب)

۱۔ ہر نبی معزّز ہے مگر حضرت محمد ﷺ کا مرتبہ سب سے اُونچا اور نرالا ہے۔

۲۔ حضرت محمد ﷺ معراج کی رات کو مکّہ سے بیت المقدس گئے اور وہاں سے عرش تک پہنچے۔ آپ ﷺ نے ایک رات میں کتنا لمبا فاصلہ طے کیا۔

۳۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(د) خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

۱۔ ہمارے نبی ﷺ پر ______________ نازل ہوا۔

۲۔ قرآن زمانے کو ______________ کی تعلیم دیتا ہے۔

۳۔ آپ ﷺ پر ______________ ختم ہو گئی۔

حَضرت اِمام حَسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ

حَضرت اِمام حَسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بڑے نواسے اور حَضرت علی کرَّم اللّٰہُ وَجہہ کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ ہجرت کے تیسرے سال مدینہ منوَّرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے رسولِ کریم ﷺ کی محبت اور شَفقَت بھری گود میں پَرورش پائی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وِصال کے تھوڑے ہی عرصے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کی والدہ ماجدہ حَضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔

رسولُ اللّٰہ ﷺ، حضرت اِمام حَسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کا ہر طرح خیال رکھتے تھے۔ صورت، شکل میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ اپنے نانا ﷺ سے بہت ملتے تھے۔ نہایت ذہین، صاحبِ علم اور بہادُر تھے۔ کئی جنگوں میں شریک ہوئے اور کسی میدان میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کا قدم کبھی پیچھے نہ ہٹا۔ باغیوں نے جب حَضرت عُثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کے مکان کو گھیر لیا تو اُن کی حفاظت کرنے والوں میں حضرت اِمام حَسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ بھی شامل تھے۔ آپ اُن باغیوں کے ہاتھوں زخمی بھی ہوئے۔

حضرت اِمام حَسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ نہایت سادہ مزاج اور بُردبار تھے۔ انتہائی غصے کی حالت میں بھی کوئی سخت کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ اپنا زیادہ وقت اللّٰہ کی عبادت میں صَرف کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد دن چڑھے تک مُصلّے پر بیٹھے رہتے اور چاشت کی نماز پڑھ کر گھر جاتے۔ سواری کے ہوتے ہوئے پیدل حج کو جاتے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ

نے اِسی طرح کئی حج کیے۔ فرماتے تھے "میرا دِل نہیں مانتا کہ خدا کے گھر سوار ہو کر جاؤں۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ بڑے فیّاض تھے۔ اللہ کی راہ میں اپنا مال کُھلے دِل سے خَرچ کرتے۔ دُشمنوں کے ساتھ بھی فیّاضی کا برتاؤ کرتی۔ ہر ایک کے ساتھ ہم دردی سے پیش آتے۔ جو مُصیبت کا مارا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کے پاس آتا، فوراً اُس کی مدد کرتے۔ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ اعتکاف میں تھے کہ ایک سائل آیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے اِعتکاف چھوڑ کی اُس کی حاجت پوری کردی اور فرمایا "میرے نزدیک کسی حاجت مند کی مدد کرنا ایک مہینے کے اِعتکاف سے بہتر ہے۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کی مہمان نوازی سارے عرب میں مشہور تھی۔

آپ نے ۵۰ ہجری میں مدینہ مُنوَّرہ میں وفات پائی۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- حضرت امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے بچپن میں کس کی گود میں پرورش پائی؟

۲- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ زخمی کیسے ہو گئے؟

۳- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ حج کا سفر پیدل کیوں کیا کرتے تھے؟

۴- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کی سَخاوت کا کوئی واقعہ بیان کیجیے۔

۵- حاجت مندوں کے ساتھ آپ کی ہم دردی کا کوئی واقعہ بیان کیجیے۔

(ب) ان الفاظ کو اپنے جُملوں میں استعمال کیجیے:

انتقال - ذہین - شَفقَت - بردبار - فجر - حاجت مند - فیّاض - سائل - ہجرت۔

(ج) حصّہ "الف" کی ہر خالی جگہ میں حصّہ "ب" کے مناسب جُزو کا نمبر لکھیے:

حصّہ 'الف'	حصّہ 'ب'
حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ	۱- حضرت حسنؓ سے بہت محبّت کرتے تھے۔
آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	۲-خدا کی عبادت میں صَرَف کرتے تھے۔
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	۳-سارے عرب میں مشہُور تھی۔
شکل و صورت میں آپؓ	۴-مُصلّے پر بیٹھے رہتے۔
آپؓ اپنا زیادہ وقت	۵-کھلے دِل سے خدا کی راہ میں صرف کرتے تھے۔
آپؓ اپنا مال	۶-ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بڑے نواسے تھے۔
آپؓ کی مہمان نوازی	۷-کی محبت اور شَفقت بھَری گود میں پرورش پائی۔
آپؓ فجر کی نماز کے بعد دِن چڑھے تک	۸-اپنے نانا سے بہت مِلتے تھے۔

(د) حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کے بارے میں دس جملے لکھیے۔

(ہ) صحیح پر (✓) نشان لگائیے۔

۱- حضرت امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پوتے تھے۔

۲- حضرت امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ مدینہ منوَّرہ میں پیدا ہوئے۔

۳- حضرت امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ فجر کی نماز کے بعد دِن چڑھے تک مُصلّے پر بیٹھے رہتے تھے۔

۴- حضرت امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے کئی حج پیدل سفر کر کے کیے۔

۵- حضرت امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے مکّہ مکرّمہ میں وفات پائی۔

(و) ذیل کے الفاظ کے ہم معنٰی الفاظ اس سبق میں سے تلاش کیجیے:

شفقت - مال - سخی - دفعہ - ضُرورت مند

وضاحت: دِن میں تقریباً دس بجے جو چار نفل پڑھے جاتے ہیں، انھیں "چاشت" کی نماز کہتے ہیں۔

? رمضان شریف کے آخری عشرے (دس دن) میں مستقل طور پر عبادت کی خاطر مسجد میں رہنے کو "اِعتکاف" کہتے ہیں۔

صحت ہے بڑی چیز

اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے صِحَّت ایک بڑی نعمت ہے۔ صِحَّت مند لوگ خوش و خرّم رہتے ہیں، جی لگا کر کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صِحَّت مند جسم میں صِحَّت مند دماغ ہوتا ہے۔ اس طرح ایک صِحَّت مند اِنسان زیادہ بہتر طور پر سوچ سکتا ہے۔ وہ بیمار آدمی کی بہ نسبت زیادہ اور بہتر کام کر سکتا ہے۔ اس کا دل لکھنے پڑھنے میں خُوب لگتا ہے۔ مشکل کام بھی وہ آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے۔ جب کہ بیمار آدمی مجبور انسانوں کی سی زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے لیے پریشانی کا سبب بنتا ہے، بلکہ دُوسروں کے لیے بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔

تندرستی کے لیے تازہ و سادا غِذا کھاؤ، دُودھ پیو، تازہ پھَل کھاؤ، کھانا وقت پر جب بھُوک لگے تو کھاؤ۔ کھانا کھاتے وقت چھوٹے چھوٹے لُقمے لو۔ ہر لُقمے کو آہستہ آہستہ خُوب چبّاؤ۔ جب تک پہلا لقمہ حلق سے نہ اُتر جائے، دُوسرے لُقمے کے لیے ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ جب تھوڑی سی بھُوک باقی ہو تو ہاتھ روک لو۔ اس بات کا اِطمینان کر لو کہ کھانا صاف اور تازہ ہے، اچھی طرح پکا ہوا ہے، اس کے بعد کھاؤ۔ زیادہ اور خراب غذا کھانے سے اِنسان بیمار ہو جاتا ہے۔

زندہ رہنے کے لیے ہوا ضروری ہے۔ ہوا سانس کے ذریعے ہمارے جسم میں جاتی ہے۔ اس لیے ہمیں تازہ ہوا میں سانس لینا چاہیے۔ تازہ اور خوشگوار ہوا حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارا گھر صاف ہو، گلی کُوچے بھی صاف ہوں، مکان ہوادار ہو، اس میں دروازے اور

کھڑکیاں ہوں تاکہ کمروں میں تازہ ہوا آتی رہے۔ جب ہم کُھلے اور صاف میدان، کسی باغ میں یا کسی پارک میں سانس لیتے ہیں تو دل خوش ہوتا ہے، فرحت محسوس ہوتی ہے۔ تازہ اور صَاف ہوا ہمارے پھیپھڑوں میں جاتی ہے، خُون صاف کرتی ہے۔ تازہ ہوا تندرستی جو بڑھاتی ہے اور ہمیں بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

سانس لیتے وقت ایک بات کا خیال رکھو کہ ہوا ناک کے ذریعے جسم کے اندر جائے۔ اس وقت منہ کو بند رکھو، فاضِل ہوا منہ کے ذریعے باہر نکالو۔ ناک کے ذریعے ہوا اندر جانے کا یہ فائدہ ہے کہ باہر کی سرد ہوا گرم ہو کر جسم میں جاتی ہے۔ ناک کے بال چھَلنی کا کام کرتے ہیں اور اگر ہوا میں ریت کے ذرے یا جراثیم ہوں تو انھیں جسم کے اندر نہیں جانے دیتے۔ اس طرح ہوا چَھن کر اور صاف ہو کر اندر جاتی ہے۔ ہمیں خُدا کا شُکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں یہ نعمت عطا کی ہے۔

ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ پینے کا پانی صاف ہو۔ اکثر کنوؤں کا پانی صاف ہوتا ہے۔ دریا، جِھیل اور ندّی کا پانی صاف کر کے پینا چاہیے۔ اِس میں اور بہت سی چیزیں شامل ہوتی ہیں جو صِحَّت کے لیے مضر ہوتی ہیں۔ صاف پانی نہ پینے سے بیمار ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔

صُبح کے وقت ورزش بھی کرتے رہنا چاہیے۔ ورزش کرنے سے انسان صِحَّت مند رہتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسکول کے کھیلوں میں حصہ لیں، مِل جُل کر کھیلیں، کھیل بھی ورزش کا حصّہ ہیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھیے۔ کام کے وقت کام کیجیے اور کھیل کے وقت کھیلیے۔ رات کو دیر تک مت جاگیے۔ صُبح سویرے اُٹھ جایئے۔ اگر خُدا نخواستہ بیمار پڑ جائیں تو کسی ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔ یہ جو لوگوں نے عام طریقہ بنالیا ہے کہ بیمار ہونے کی صورت میں بغیر کسی

ڈاکٹر کے مشورے کے بازار سے گولیاں خرید کر کھا لیتے ہیں، اس سے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صِحَّت کا خیال رکھیں، گندگی سے بچیں، صفائی پر خاص توجہ دیں۔ اس طرح ہم خوش و خرّم بھی رہیں گے اور پڑھنے لکھنے میں خوب جی لگے گا۔ صِحَّت مند بچے ملک و قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- صِحَّت کس طرح اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے؟
۲- صِحَّت مند ہونے کے کیا کیا فائدے ہیں؟
۳- بیمار آدمی کی کیا حالت ہوتی ہے؟
۴- تندرست رہنے کے لیے کس قسم کی غذا کھانی چاہیے؟
۵- تندرستی کے لیے صاف اور تازہ ہَوا کیوں ضروری ہے؟
۶- پانی پیتے وقت ہمیں کس بات کا خیال رکھنا چاہیے؟
۷- ورزش کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟
۸- "کام کے وقت کام اور کھیل کے وقت کھیل" سے کیا مراد ہے؟
۹- جو لوگ ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر بازار سے گولیاں لے کر کھا لیتے ہیں اُن کی صحت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

(ب) اضداد کے جوڑے بنائیے:

صِحَّت مند - صُبح - سرد - باہر - بیمار - فائدہ - شام - گرم - نُقصان - اندر

(ج) "صِحَّت اللہ کی بڑی نعمت ہے" اس پر پانچ جملے لکھیے۔

اے وطن! اے وطن!

اے وَطَن! اے وَطَن! تجُھ پہ قُربان ہم
تُو بڑا مُعتبَر، تُو بڑا مُحترم

کِتنے دُکھ جھیل کر ہم نے پایا تجُھے
کِتنی محنت سے جنت بنایا تجھے
اب نہ پیچھے ہٹیں گے ہمارے قدم
اے وَطَن! اے وَطَن! تجُھ پہ قُربان ہم

تجُھ سے ہم کو زمانے میں عِزّت ملی
ہم کو دین اور دُنیا کی دولت ملی
تُو ہے اِنعام رَب کا، ہے اُس کا کَرم
اے وَطَن! اے وَطَن! تجُھ پہ قُربان ہم

تجُھ کو کہتے ہیں سب قلعہ اِسلام کا
سارے جَگ میں ہے شُہرہ ترے نام کا
تیری عظمت کو ہم ہونے دیں گے نہ کم
اے وَطَن! اے وَطَن! تجُھ پہ قُربان ہم

شہر تیرے حَسِیں، گاؤں پیارے ترے
کِتنے دل کش ہیں یہ رنگ سارے ترے
تجُھ پہ اللہ رکھے ہمیشہ کَرَم
اے وَطَن! اے وَطَن! تجُھ پہ قُربان ہم

تیری مِٹّی کو محنت سے سَونا کریں
رَشکِ جنّت ترا کَونا کَونا کریں
تیرے اہلِ ہنر، تیرے اہلِ قلم
اے وطن! اے وطن! تُجھ پہ قُربان ہم

(سَاقی جاوید)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- شاعر نے اس نغمے کے پہلے بند میں کِس عزم کا اِظہار کیا ہے؟
۲- دُوسرے بند کی تشریح کیجیے۔
۳- آخری بند میں اہلِ ہنر اور اہلِ قلم کے بارے میں شاعر نے کیا کہا ہے؟
۴- چوتھے بند میں شاعر نے کیا دُعا مانگی ہے؟

(ب) ذیل کے الفاظ کی آوازوں جیسے دو دو لفظ اور لکھیے:

جیسے: وَطَن ، چَمَن ، لَگَن
قُربان ، ________ ، ________
عزّت ، ________ ، ________
رنگ ، ________ ، ________
سَونا ، ________ ، ________

(ج) ذیل کے لفظوں کے اضداد کے جوڑے بنایئے:

الف: وطن - دُکھ - پایا - عِزّت - حَسین
ب: سُکھ - کھویا - ذِلّت - بدشکل - پردیس

حضرت سچلؒ سرمست

حضرت سَچّل سَرمَستؒ سندھ کے ایک بُزرگ شاعر تھے۔ان کا اصلی نام عبدالوہاب تھے۔ وہ ۱۱۵۲ھ میں خیر پُور کے ایک قصبے "درازا" میں پیدا ہوئے۔اُن کا سِلسِلہ حضرت عُمر فارُوق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ سے جا ملتا ہے۔ابھی چھے سال ہی کے تھے کہ اُن کے والد کا اِنتقال ہو گیا۔اِس کے بعد اُن کی پرورش اُن کے چچا نے کی۔اُنھوں نے قرآن شریف حِفظ کیا اور دینی عُلوم اپنے چچا سے حاصل کیے۔حضرت سَچّل سَرمَستؒ کو زبانیں سیکھنے کا بھی بہت شوق تھا۔وہ سات زبانوں کے ماہر تھے یعنی سندھی، اُردو، فارسی، عربی، پنجابی، ملتانی اور سرائیکی۔

حضرت سَچّل سَرمَستؒ جب ذرا بڑے ہُوئے تو تنہائی پسند ہو گئے۔اکثر اکیلے جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتے اور سوچ بچار اور اللہ کی یاد میں وقت گزارتے۔لیکن پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھتے۔نرم دل ایسے تھے کہ کسی کو کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچائی۔یہاں تک کہ کبھی کِسی جانور کا شکار تک نہیں کیا۔

حضرت سَچّل سَرمَستؒ سات زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔اِسی لیے انھیں "شاعرِ ہفت زبان" بھی کہا جاتا ہے۔انھوں نے شعر کہے۔ان کے اشعار میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی محبت کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا ہے۔اُنھوں نے اپنے اشعار میں لوگوں کو اخلاق اور نیکی کی تعلیم بھی دی۔

حضرت سَچّل سَرمَستؒ جب پچاس سال کے ہوئے تو اکثر اُن پر بے خودی کی حالت طاری رہتی۔یادِ خدا میں اُنھیں کسی بات کا ہوش نہ رہتا۔اس لیے انھیں "سَرمَست" بھی کہتے ہیں۔

شاعری میں انھوں نے کبھی اپنا نام "سچو"، "سچّل"، "سچیڈنو" رکھا اور کبھی "آشکار" اور "خُدائی" رکھا لیکن وہ "سچّل" کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔

اُن کی خوراک نہایت سادا تھی اور لباس بھی بہت سادا تھا۔ دن میں اکثر روزے رکھتے اور رات کو جَو کی روٹی کھا کر ساری ساری رات عِبادت میں گزارتے تھے۔ وہ فیّاض بھی بہت تھے۔ جو کچھ ملتا اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتے۔

حضرت سچّل سَرمَستؒ کا اِنتقال ۱۴ رمضان ۱۲۴۲ھ کو نوّے سال کی عُمر میں ہوا۔ اُن کا مزار "درازا" میں ہے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ سچّل سَرمَستؒ کا اصلی نام کیا تھا؟
۲۔ سچّل سَرمَستؒ کس خلیفہ کی اولاد میں سے تھے؟
۳۔ سچّل سَرمستؒ کس کس زبانوں میں شاعری کرتے تھے؟
۴۔ انھوں نے اپنے اشعار میں کس بات کی تعلیم دی؟

(ب) خالی جگہوں کو دیے ہُوئے الفاظ سے پُر کیجیے:

شوق - کی - اِنتِقال - کو

۱۔ اُن کا ____________ ۱۴ رمضان ۱۲۴۲ھ کو ہُوا۔
۲۔ اُن ____________ خوراک نہایت سادا تھی۔
۳۔ وہ نرم دل ایسے تھے کہ کسی ____________ کبھی تکلیف نہ دی۔
۴۔ انھیں زبانیں سیکھنے کا بہت ____________ تھا۔

اچھّا شہری

خادم حسین تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے گاؤں میں واپس آیا تو یہاں کی حالت یہ تھی کہ ہر طرف گندگی ہی گندگی تھی۔ کچّے مکان تھے جن کی دیواروں پر عورتیں گوبر کے اُپلے تھاپتیں۔ گھر کا کُوڑا کرکٹ گلی میں پھینک دیتیں۔ گندے پانی کی وجہ سے گلیوں میں بَدبُو پھیلی رہتی۔ مکّھیوں اور مچھّروں کی بُہتات تھی، بیماریاں عام تھیں، بچے ننگ دَھڑنگ مٹّی میں لوٹتے رہتے تھے، ماں باپ کو ان کی پروانہ تھا۔ لڑکے دن رات کھیل میں مگن رہتے تھے۔ لوگ اَن پڑھ، مدرسہ اور مسجد ویران۔ عورتوں میں بچّوں کی وجہ سے آئے دِن تُوتُو، میں میں۔ مردوں تک بات پہنچتی تو لڑائی جھگڑے۔ آپس میں نہ پیار نہ محُبت۔ یہ تھے گاؤں کے حالات۔

خادم حسین سے اپنے گاؤں کی یہ حالت نہ دیکھی گئی۔ اُس کے مرحُوم باپ کی خواہش تھی کہ وہ پڑھ لکھ کر بابو بنے اور عیش وآرام سے زِندگی گزارے۔ مگر خادم حسین نے اپنے دل میں کچھ اور ہی فیصلہ کر رکھا تھا۔ اس کے باپ نے ایک مکان اور کچھ زمین چھوڑی تھی جو اس کے گُزر بسر کے لیے کافی تھی۔ اس نے اپنے گاؤں کی بھلائی کے لیے سوچا کہ پہلے یہاں عِلم کی روشنی پھیلنی چاہیے تاکہ لوگوں کو اچھّے بُرے کی پہچان ہو سکے۔ چناں چہ اُس نے گاؤں کی مسجد کو صاف کیا۔ وہ محلے کے چند بچوں کو پاس بِٹھالیتا اور انھیں پیاری پیاری کہانیاں سناتا۔ بسکٹ اور مٹھائی کی گولیاں دیتا۔ سہ پہر کو بچوں کے ساتھ مِل کر مسجد کے برابر والی زمین سے جھاڑیوں اور خودرو پودوں کو صاف کرتا۔ کچھ دن بعد زمین صاف ہو گئی۔ مسجد کا کنواں جو کُوڑے کرکٹ

اور مٹّی سے اَٹا پڑا تھا، صاف ہو گیا۔ پانی میٹھا تھا، زمین ایک عرصے سے پیاسی تھی۔ پانی جو مِلا، پھُول اور پودے اُگنے لگے۔ گاؤں کے بچّے جو آوارہ پھرتے تھے، انھیں کھیل کی جگہ مل گئی۔

کھیل ہی کھیل میں خادم حسین نے انھیں کام پر لگا دیا۔ کچھ دنوں میں ساری زمین ہری بھری ہو گئی۔ ہر طرف پھول کھلنے لگے، پودوں اور درختوں پر بہار آ گئی۔ اب سبزیوں کی کاشت ہونے لگی۔ بچے بڑے شوق سے کام کرنے لگے، ہر وقت اِسی جگہ موجود۔

ماؤں نے کہا کہ یہ لڑکا پڑھ لکھ کر کیا آ گیا ہے، ہمارے بچوں کو خراب کر رہا ہے مگر اُس نے ان کی باتوں کی کوئی پروانہ کی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی مالی حالت بہتر ہونے لگی۔ خادم حسین نے گندے پانی کی نکاسی کے لیے نالیاں بنانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے خوشی سے اس کا ساتھ دیا۔ نالیاں بن گئیں۔ لوگوں میں اپنی مشکلیں خود حل کرنے کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ کچّے راستوں کو اینٹوں سے پکّا بنایا گیا۔ درخت لگانے کا موسم آیا تو راستوں کے دونوں طرف درختوں کی قلمیں اور پود لگنی شروع ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے گاؤں کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔

خادم حسین نہ صرف ایک نیک انسان تھا، بلکہ اس نے اپنے عمل سے اپنے گاؤں کو ایک نمونے کا گاؤں بنا دیا۔ اسے کہتے ہیں "اچھا شہری"۔ سچّ تو یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل دُوسروں کی خدمت ہے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- گاؤں کی دیواریں گندی کیوں تھیں؟
۲- گاؤں میں مچھّروں کی کثرت کیوں تھی؟
۳- عورتوں میں کس بات پر جھگڑے ہوتے رہتے تھے؟
۴- خادم حسین نے گاؤں کی حالت سُدھارنے کے لیے سب سے پہلے کیا کام کیا؟
۵- خادم حسین اور گاؤں کے بچّے سہ پہر کو کیا کام کرتے تھے؟
۶- خادم حسین کی کوششوں سے گاؤں کی حالت میں کیا تبدیلی ہوئی؟
۷- اللہ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

بُہتان - مگن - تُوتُو میں میں - مرحوم - خُودرو
نکاسی - جذب - قلم(درخت کی) - پود۔

(ج) صحیح (✓) یا غلط (✗) جملے پر نشان لگائیے:

۱- گاؤں کے لڑکے دن بھر کھیل کود میں مشغول رہتے تھے۔
۲- گاؤں کی عورتیں آپس میں پیار محبّت سے رہتی تھیں۔
۳- خادم حسین کے والد چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا پڑھ لکھ کر بابو بنے۔
۴- خادم حُسین اچھا شہری تھا۔ اس نے گاؤں کی حالت سُدھار دی۔

عِلم کے فائدے

عِلم اِک لازوال دولت ہے
عِلم اِک بے مثال طاقت ہے

عِلم ہی سے خُدا کو پہچانا
عِلم ہی سے بُرا بھَلا جانا

عِلم ہی سب ہُنر سِکھاتا ہے
عِلم ہی آدمی بناتا ہے

عِلم سے آدمی کی عِزّت ہے
عِلم سے آدمی میں ہمت ہے

عِلم نے عَقل کو جِلا دی ہے
نئی دنیا ہمیں دکھا دی ہے

ہر سمندر میں تیرنے کے لیے
بن گئے عِلم سے جہاز نئے

ہر طرف اُڑ رہے ہیں طیّارے
ہیں بنے عِلم ہی سے یہ سارے

عِلم کی دُھن جسے لگی ہی نہیں
سچ تو یہ ہے وہ آدمی ہی نہیں

یہ اَثر ہو دعائے نیَّرؔ میں
عِلم کی روشنی ہو گھر گھر میں

(شفیع الدّین نیّرؔ)

(الف) الفاظ کے معنی اپنی کاپیوں پر لکھیے:

لازوال - بے مثال - جِلادینا - نئی دُنیا - طیّارہ - دُھن

(ب) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- اس نظم کے شاعر کا تَخَلُّص کیا ہے؟ کسی اور شاعر کا نام اور تخلص بھی بتایئے۔

۲- اس نظم میں کتنے شعر ہیں اور کتنے مصرعے ہیں؟

۳- شاعر نے اپنا تخلص کس شعر میں استعمال کیا ہے؟

(ج) ذیل کے اشاروں کی مدد سے 'عِلم کے فائدے' پر ایک مضمون لکھیے:

علم، بڑی دولت - علم، زبردست طاقت - کیا عِلم کے بغیر خدا کو پہچان سکتے ہیں؟ عقل کا تیز ہونا- بھلائی بُرائی کی تمیز- کولمبس نے نئی دنیا دریافت کی سائنس دان- سمندری جہاز اور ہوائی جہاز- جسے عِلم کا شوق نہیں- دنیا میں عِزّت حاصل ہوتی ہے- جاہل اور حَیوان میں فرق۔

(د) صحیح جواب پر یہ نشان (✓) لگایئے:

۱- عِلم کی مدد سے بجلی کی روشنی دریافت ہوئی۔

۲- عِلم سے اِنسان کی زندگی سنوری۔

۳- ہر گھر میں عِلم کا چرَچا ہے۔

? تَخَلُّص وہ نام ہے جو شاعر شعر میں اپنے نام کی جگہ استعمال کرتا ہے۔

مہمان نوازی

ایک دفعہ ایک عبّاسی خلیفہ بھیس بدل کر سفر کر رہا تھا۔ راستے میں بارش ہونے لگی۔ دُور اُسے ایک جھونپڑی نظر آئی۔ شام ہونے والی تھی، اِس لیے اُس نے رات اُس جھونپڑی میں گزارنے کا فیصلہ کیا اور اپنے خادم کے ساتھ جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔

دونوں جھونپڑی کے قریب پہنچے تو جھونپڑی کے مالک نے آگے بڑھ کر اُن کا اِستقبال کیا۔ مہمانوں کے آنے پر وہ بہت خوش تھا۔ وہ انھیں جھونپڑی کے اندر لے گیا اور ان کے ہاتھ منہ دُھلوا کر عزّت سے بٹھایا۔ جھونپڑی کا مالک ایک غریب کِسان تھا جو اپنے شیر خوار بچے اور بیوی کے ساتھ وہاں رہتا تھا۔ ان کی ساری دولت صرف ایک بکری تھی جس کا دودھ بچے کو پلایا جاتا تھا، کیوں کہ ماں کا دودھ فاقوں کی وجہ سے خشک ہو گیا تھا۔

کِسان کے گھر میں اس دِن کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن وہ مہمانوں کو ہر حال میں کھانا کھلانا چاہتا تھا۔ مہمان دُور سے آئے تھے اور بھُوکے تھے۔ کِسان نے اپنی بیوی سے کہا: "بکری لاؤ، اسے ذبح کر کے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کر لیں۔" کِسان کی بیوی کہنے لگی: "اگر بکری نہ رہی تو بچے کو دُودھ کہاں سے ملے گا؟"

کِسان یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے مہمان بھُوکے سو جائیں۔ چناں چہ شوہر کے حکم کے مطابق بیوی بکری کو پکڑ لائی۔ کسان نے اُسے ذبح کیا اور بیوی نے کھانا تیار کیا۔ مہمانوں

نے خُوب سیر ہو کر کھایا اور عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔

صبح سویرے نماز کے بعد خلیفہ نے خادم سے کہا: "لو یہ ایک ہزار دینار کِسان کو دے دو۔" خادم نے کہا، "امیر المؤمنین! کِسان کی بکری کی قیمت دو تین دینار سے زیادہ نہ تھی اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ آپ کون ہیں، اُسے اِتنی بڑی رقم دینے کی کیا ضرورت ہے؟"

خلیفہ نے کہا، "اگر کسان مجھے نہیں جانتا تو کیا ہوا۔ میں تو اپنی حیثیت سے واقف ہوں۔ کِسان نے اپنا سارا مال ہم پر قربان کر دیا ہے۔ مگر ہمارے لیے ایک ہزار دینار معمولی سی رقم ہے۔ جاؤ، اسے یہ دینار دے دو اور اُس کا شکریہ بھی ادا کرو۔"

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- عبّاسی خلیفہ نے بھیس کیوں بدل رکھا تھا؟
۲- خلیفہ نے رات ایک جھونپڑی میں کیوں گزاری؟
۳- کِسان نے بکری کیوں ذبح کی؟
۴- کِسان کی بیوی نے بکری ذبح کرنے سے کیوں روکنا چاہا تھا؟
۵- خلیفہ نے کِسان کو کتنی رقم دینی چاہی؟
۶- خادم نے خلیفہ کو کیا مشورہ دیا؟
۷- خلیفہ نے خادم کی بات سُن کر کیا کہا؟

(ب) ذیل کے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

بھیس - خادم - اِستقبال - شیر خوار - فاقہ - حیثیت - مہمان نوازی -

(ج) صحیح جملے پر یہ نشان (✓) لگائیے:

۱- خلیفہ نے رات جھونپڑی میں گزارنے کا فیصلہ کیا تا کہ:

(الف) سفر کی تکان دور ہو جائے (ب) بارش ہو رہی تھی (ج) کِسان کو مالی امداد دے

۲- کسان نے بکری اس لیے ذبح کی کہ:

(الف) مہمان کی شان دار دعوت کی جائے (ب) خلیفہ سے انعام ملے

(ج) گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہ تھا

۳- خلیفہ نے کِسان کو ایک ہزار دینار اس لیے دیے کہ:

(الف) کِسان ایک اور بکری خرید لے

(ب) جھونپڑی میں رات گزارنے کا معاوضہ ادا ہو جائے

(ج) مہانوں کی خاطر قُربانی کرنے پر کِسان کو اِنعام دے

۴- عبّاسی خلیفہ تھا:

(الف) رعایا کا ہمدرد اور خیر خواہ (ب) سیر و تفریح کا شوقین (ج) شیخی خور

(د) حصّہ (الف) کے ہر جزو کے ساتھ حصّہ (ب) کا ایک جزو ملا کر جملے بنایئے:

حصّہ 'الف'	حصّہ 'ب'
ایک دفعہ ایک عباسی خلیفہ	جھونپڑی کی طرف چل دیا۔
عبّاسی خلیفہ اپنے خادم کے ساتھ	تو بچے کو دُودھ کہاں سے ملے گا؟
جھونپڑی کا مالک	ہم پر قُربان کر دیا ہے۔
اگر بکری ذِبح ہو گئی	بھیس بدل کر سفر کر رہا تھا۔
کِسان نے اپنا سارا مال	مہمانوں کے آنے پر بہت خوش ہوا۔
کِسان کی ساری دولت	فاقوں کی وجہ سے خُشک ہو گیا تھا۔
کِسان کی بیوی کا دودھ	صرف ایک بکری تھی۔

بِی آمّاں

کسی دانا کا قول ہے کہ بچّے کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اور قوموں کی عزّت اور عظمت کا سرچشمہ ماں کی آغوش ہے۔ دنیا میں جتنے بڑے بڑے انسان گزرے ہیں، ان میں سے اکثر کی ذہنی تربیت میں ان کی ماؤں کا بڑا ہاتھ تھا۔ ایسی ہی ایک عظیم ماں "بی امّاں" تھیں، جن کی گود میں اِن بچّوں نے پرورش پائی جو بڑے ہو کر مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے نام سے مشہور ہوئے۔

ان بزرگ خاتون کا نام آبادی بیگم تھا، مگر بِی امّاں کے نام سے مشہور ہوئیں۔ بِی امّاں نے اپنے بیٹوں کے دل میں آزادی کی سچی لگن اور اِسلام کی محبت پیدا کی۔ انگریزی دورِ حکومت میں یہ دونوں بھائی اسلام کی عزّت اور آزادی کے لیے دن رات کوشش کرتے رہے۔ اس راہ میں آنے والی ہر مصیبت اور تکلیف کو ہنسی خوشی برداشت کرتے رہے۔ انھوں نے تاریخ میں حق گوئی اور بے باکی کی روشن مثال چھوڑی ہے۔ خاص طور پر مولانا محمد علی جوہر نے تو دینِ اسلام اور آزادی کے ایسے دیوانے تھے کہ انتہائی سختیوں اور پابندیوں کے باوجود انگریزوں کی حکومت سے لڑتے رہے۔ حکومت نے انھیں حق گوئی کے جُرم میں کئی دفعہ قید کیا، ان پر سختیاں کی گئیں، ان کے اخبار بند کر دیے گئے، مگر اللہ کے اس شیر کی بہادری میں ذرا فرق نہ آیا۔ ان کا ایک ہی نعرہ تھا "اِسلام اور آزادی"۔ ان میں قوم سے محبت اور اِسلامی جوش کس نے پیدا کیا؟ ان میں سچّے مُسلمان کی یہ خوبیاں کہاں سے آئیں؟ یہ سب ان کی والدہ محترمہ "بِی امّاں" کی تعلیم و تربیت کا اثر تھا۔

بی امّاں کی اِسلام سے محبّت اور جوش کا اندازہ اِس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا محمد علی اور بہت سے رہنما جیل میں بند تھے، جہاں اُن پر سختیاں ہو رہی تھیں۔ انگریزی حکومت نے ان کی رہائی کے لیے یہ شرط رکھی کہ وہ معافی مانگیں اور وعدہ کریں کہ حکومت کے خلاف آئندہ کبھی تقریر نہیں کریں گے۔ بہت سے لوگ معافی مانگ کر جیل سے باہر آگئے۔ کچھ لوگوں نے بی امّاں کے سامنے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا، "اب مولانا محمد علی بھی جیل سے رہا ہو جائیں گے۔"

یہ سنتے ہی بی امّاں غضب ناک ہو گئیں اور بولیں "نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ محمد علی اسلام کا سَپوت ہے، وہ انگریزوں سے معافی مانگنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا اور اگر اُس نے یہ حرکت کی تو اگرچہ میں بُوڑھی ہوں مگر میرے ہاتھوں میں اب بھی اتنی طاقت ہے کہ اِس کا گلا گھونٹ سکوں۔ ایسی زندگی جس سے اِسلام پر حرف آئے، ایک لعنت ہے۔"

بی امّاں روزے اور نماز کی سختی سے پابند تھیں۔ اپنے لباس کے لیے خود سُوت کاتتیں۔ لمبا کرتا، چوڑی دار پاجامہ، سر پر دوپٹہ، یہی ان کا لباس تھا۔ بوڑھی اور ضعیف ہونے کے باوجود شہر شہر جا کر تقریریں کرتیں۔ ان کی تقریروں کا مضمون صرف اسلام اور آزادی ہوتا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتیں "دنیا کے سارے مُسلمان مجھے ایسے ہی عزیز ہیں، جیسے محمد علی اور شوکت علی"۔

بی امّاں نے ۱۹۲۵ء میں وفات پائی۔ انھیں ان کے اِسلامی کردار کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- آدمی کی عظمت کی بنیاد کب اور کس کے ہاتھوں رکھی جاتی ہے؟

۲- بی امّاں کون تھیں اور ان کا نام عزّت سے کیوں لیا جاتا ہے؟
۳- بی امّاں کے دو نامور بیٹے کون تھے اور بی امّاں نے انھیں کس بات کی تربیت دی تھی؟
۴- مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی میں کون سے دو بڑے اوصاف پائے جاتے تھے؟
۵- بی امّاں کی اِسلام سے محبت کا کوئی واقعہ بیان کیجیے۔
۶- بی امّاں کیسی زندگی بسر کرتی تھیں؟

(ب) ذیل کے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سر چشمہ - عظمت - آغوش - لگن - حق گوئی - بے باکی - غضب ناک - سپوت - لعنت - ضعیف - کردار - قول - جُرم - حرکت - حرف آنا۔

(ج) حصّہ (ب) کے الفاظ میں سے جو لفظ حصّہ (الف) کا ہم معنٰی ہے، اُس کے اوپر نشان لگایئے:

حصّہ (الف)	حصّہ (ب)
دانا	اناج - عقلمند - بے وقوف
قول	ذکر - فیصلہ - بات
آغوش	گود - گھر - خاندان
لگن	خیال - فکر - شوق
بے باکی	گستاخی - رعب داب - دلیری
جُرم	جسم - ظلم - گناہ
عظمت	نیک نامی - شُہرت - بَڑائی
خاتون	بیوی - شریف عورت - ملکہ
حق گوئی	سچ بولنا - حق ادا کرنا - حق کا ساتھ دینا
سپوت	بڑا پوتا - سعادت مند بیٹا - اولاد

صُبح کی سَیر

سویرے جو آنکھ میری کُھلی　　عَجَب تھی بہار اور عَجَب سیر تھی
خُوشی کا تھا وقت اور ٹھنڈی ہَوا　　پرندوں کا تھا ہر طرف چہچہا
یہی جِی میں آئی کہ گھر سے نِکل　　ٹہلتا ٹہلتا ذرا باغ چل!
چَھڑی ہاتھ میں لے کے گھر سے چلا　　اور اِک باغ کا سیدھا رستہ لیا
وہاں اور ہی جاکے دیکھی بہار　　درختوں کی ہے ہر طرف اِک قطار
کِھلے پھُول ہیں اس قدر جا بجا　　کہ خُوش بُو سے ہے باغ مہَکا ہُوا
کہیں آم ہیں اور کہیں ہیں انار　　کہیں کھٹّے مِٹّھے ہیں دیتے بہار
خُدا نے ہماری خوشی کے لیے　　یہ سامان سارے ہیں پیدا کیے
سویرے ہی اُٹھے گا جو آدمی　　رہے گا وہ دن بھر ہنسی اور خوشی
نہ آئے گی سُستی کبھی نام کو　　کرے گا خُوشی سے ہر اِک کام کو

رہے گا وہ بیماریوں سے بچا
یہ ہے سو دواؤں سے بہتر دَوا

(محمد حسین آزاد)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- شاعر کا نام کیا ہے اور اس کا تخلّص کیا ہے؟

۲- اس نظم میں کتنے شعر ہیں اور کتنے مصرعے ہیں؟

۳- شاعر نے اس نظم کے ذریعے ہمیں کیا نصیحت کی ہے؟

۴- صُبح کے وقت سیر کرنے کو کیوں جی چاہتا ہے؟

۵- صُبح کی سیر کے لیے سب سے اچھّی جگہ کون سی ہے؟

۶- صُبح کے وقت باغ مہکا ہُوا کیوں ہوتا ہے؟

۷- صُبح سویرے اُٹھنے کے کیا فائدے ہیں؟

۸- بیماریوں سے بچنے کا سب سے اچھّا طریقہ کیا ہے؟

(ب) صحیح جواب پر نشان (✓) لگائیے:

۱- سو دواؤں سے بہتر دوا ہے:

(الف) صُبح سویرے اُٹھ کر سیر کو جانا (ب) ہر کام خُوشی سے کرنا

(ج) صُبح دیر تک سوتے رہنا

۲- "وہاں اور ہی جا کے دیکھی بہار"۔ بہار کا مطلب ہے:

(الف) پیارا نظّارہ (ب) خوشبودار پھُول (ج) پھل دار درخت

(ج) مندرجہ ذیل لفظوں کے مذکر یا مؤنث بتائیے:

بیٹا - ماں - سچّی - والدہ - مُحترمہ - بُوڑھی - اِتنی - سارے - آگئے - جائیں گے

منگلا بند

گرمیوں کی چھٹیوں میں سلیم اپنے بھائی جان کے ساتھ راولپنڈی گیا۔ سلیم کو منگلا بند دیکھنے کی بڑی خواہش تھی۔ دوسرے دن صُبح سویرے سلیم اپنے بھائی جان کے ساتھ بس میں بیٹھ کر منگلا روانہ ہوا۔ موسم بہت اچھا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہَوا چل رہی تھی۔ بس ڈیڑھ گھنٹے میں منگلا پہنچ گئی۔ بس سے اُترتے ہی سلیم کی نظر جِھیل پر پڑی جس میں بہت سی کشتیاں تیر رہی تھیں۔

سلیم: بھائی جان! یہ جِھیل تو بہت بڑی ہے۔

بھائی جان: ہاں بھئی، یہ تقریباً ۱۵۰ مربع کلومیٹر علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں دریائے جہلم کا پانی جمع ہوتا ہے۔

سلیم: بھائی جان! یہ اتنا سارا پانی کس کام آتا ہے؟

بھائی جان: یہ پانی بہت بڑی دولت ہے۔ اسی پانی سے ہمارے کھیت سیراب ہوتے ہیں اور سونا اُگلتے ہیں۔ اِس طرح ہمارے مُلک کی دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔

سلیم: یہ تو بڑی اچھّی بات ہے۔

دونوں بھائی باتیں کرتے ہوئے بند کے قریب پہنچ گئے۔ سڑک کے دونوں جانب پھُولوں کی کِیاریاں اور خُوبصورت پارک تھے۔ سامنے جِھیل میں صاف پانی کی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ بھائی جان نے سلیم کو بتایا کہ دنیا میں مٹّی کے بنے ہوئے اور بھی بند ہیں۔ منگلا اُن سب میں دوسرا سب سے بڑا بند ہے۔ یہ ۳ء۲۲ کلومیٹر لمبا اور ۱۲۰ میٹر اونچا ہے۔

سلیم: اتنا بڑا بند بنانے میں تو بہت وقت لگا ہو گا؟

بھائی جان: ہاں، جب کام شروع ہوا تو اندازہ یہ تھا کہ بند ۱۹۶۸ء تک مکمّل ہو گا۔ لیکن جو لوگ یہ کام کر رہے تھے، بڑے محنتی اور ماہر تھے۔ اُنھوں نے وقت سے پہلے، ۱۹۶۷ء ہی میں بند کی تعمیر مکمل کر لی۔

سلیم: دیکھیے بھائی جان، ان سُرنگوں سے پانی کتنی تیزی سے نکل رہا ہے۔ کمال ہے! اتنی بڑی پہاڑی میں یہ سُرنگیں کیسے کھودی گئی ہوں گے!

بھائی جان: اللہ نے انسان کو بڑی طاقت دی ہے۔ یہ پانچ سُرنگیں بڑی بڑی مشینوں کے ذریعے کھودی گئی ہیں۔ ان سُرنگوں سے دریائے جہلم کا پانی ایک بہت بڑے بجلی گھر کی طرف جاتا ہے۔ وہاں اس کی مدد سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔

سلیم: جی، بھائی جان۔

بھائی جان: اس طرح پانی جمع کرنے کا ایک اور بھی فائدہ ہے۔ کبھی کبھی دریاؤں میں بہت زیادہ پانی آجاتا ہے، جس سے سیلاب آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس سیلاب سے بچنے کے لیے پانی کو ایک جگہ جمع کر لیا جاتا ہے اور ضرورت کے مطابق نہروں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

سلیم: بھائی جان، میرا ایک دوست کہہ رہا تھا کہ جہاں اب منگلا جِھیل ہے، وہاں میرپور کا بہت بڑا قصبہ آباد تھا۔

بھائی جان: تمھارا دوست ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس وقت جہاں تمھیں صرف پانی نظر آرہا ہے، وہاں میرپور کا قصبہ اور دُوسرے دو سو گاؤں آباد تھے۔ ان بستیوں میں اَسّی ہزار لوگ رہتے تھے۔

سلیم: ان بے چاروں کے گھر تو پانی کے نیچے آ گئے ہوں گے۔

بھائی جان: ہاں سلیم۔ ان لوگوں نے بڑی خوشی سے یہ قُربانی دی۔ اپنے مُلک اور قوم کے فائدے کے لیے انھوں نے اپنے پرانے گھر چھوڑ دیے۔ وہ جانتے تھے کہ بند بن گیا تو قوم کو بہت فائدے پہنچیں گے۔

سلیم: اب ان لوگوں کو کہاں آباد کیا گیا ہے؟

بھائی جان: حکومت نے ان لوگوں کے لیے نیا میرپور بسایا ہے۔ یہ نیا شہر پرانے میرپور سے زیادہ بڑا، خوب صورت اور صاف سُتھرا ہے۔ اس کے علاوہ چھے نئے گاؤں بھی بَسائے گئے ہیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- منگلا بند کس دریا پر باندھا گیا ہے؟

۲- اس بند کے ذریعے کتنی بڑی جِھیل بنائی گئی ہے؟

۳- منگلا بند بنانے کے لیے کتنے گاؤں اٹھائے گئے؟ ان کی کُل آبادی کتنی تھی؟

۴- ان گاؤں کے لوگوں کو کہاں بسایا گیا اور کتنے نئے گاؤں آباد کیے گئے؟

(ب) ذیل کے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سیراب - اُگلنا - اضافہ - پارک - سُرنگ

(ج) صحیح جواب پر یہ نشان (✓) لگائیے:

۱- کھیت سونا اگلتے ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ:

(الف) کھیتوں کو کھودنے سے سونا نکلتا ہے (ب) کھیتوں میں سنہرے رنگ کی فصل پیدا ہوتی ہے

(ج) کھیتوں کی پیداوار سے دولت حاصل ہوتی ہے

۲- منگلا بند کس لیے بنایا گیا ہے؟

(الف) آبپاشی اور بجلی پیدا کرنے کے لیے (ب) میرپور کا نیا شہر بسانے کے لیے

(ج) صرف بنجر زمینوں کو آباد کرنے کے لیے

(د) ذیل کے جملوں میں چند اسموں کے نیچے نشان لگایا گیا ہے۔ ان لفظوں کے اوپر نشان لگایئے جو ان کی تعداد یا مقدار ظاہر کرتے ہیں:

۱- دھان کی فصل چار مہینے میں تیّار ہوتی ہے۔ ۲- قرآن مجید کے تیس پارے ہیں۔

۳- زیادہ پانی مَت پیو۔ ۴- ہفتے کے سات دن ہوتے ہیں۔

۵- سارا دُودھ پی لو۔ ۶- تھوڑا کھانا کھاؤ۔

۷- مہینا تیس دن کا ہوتا ہے۔

(ہ) ذیل کے جملوں میں صفتوں پر نشان (_____) لگایئے۔

۱- کتنے لڑکوں کو انعام ملا؟ ۲- تندرستی ہزار نعمت ہے۔

۳- کم خرچ کرو زیادہ کماؤ۔ ۴- ہزار دواؤں کی ایک دوا پرہیز۔

۵- ایک چپ لاکھ بلا ٹالتی ہے۔ ۶- ذہین بچّی نے چند منٹ میں سوال حل کر لیا۔

۷- یہاں اسّی ہزار لوگ رہتے تھے۔ ۸- یہاں دو سو گاؤں آباد تھے۔

۹- منگلا بند ۲۲ء۳ کلو میٹر لمبا ہے۔ ۱۰- جِھیل میں بہت سی کشتیاں تیر رہی ہیں۔

ہم پاکستانی ہیں

ہم پاکستانی ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ پاکستان ہمارا پیارا وَطَن ہے۔ ہم نے یہ وَطَن بہت سی قُربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔ ہمیں اس کے ذرّے ذرّے سے محبّت ہے۔ اس کی آبادیاں، اس کے وسیع میدان، اُونچے اُونچے پہاڑ، اِس کے لہراتے اور بَل کھاتے دریا، اِس کے صحرا اور سرسبز وادیاں، غرض اِس کی ہر چیز پیاری ہے۔ ہم اپنے اس پیارے وَطَن کو ہمیشہ قائم رکھیں گے۔ اسے خوشحال، مضبوط اور طاقت وَر بنائیں گے۔

ہم پاکستانی ہیں۔ ہم سب ایک ہیں۔ ہم سب اپنے مُلک سے محبّت کرتے ہیں۔ ہم سب مِل جُل کر رہتے ہیں۔ ایک دُوسرے کے دُکھ درد میں کام آتے ہیں۔ ہمارے وطن کے تمام لوگ نہایت بَہادر، مہمان نواز، محنتی اور جَفاکش ہیں۔ ہمارا قومی لباس شلوار اور قمیض ہے، جسے ہم بڑے شوق اور محبت سے فخر کے ساتھ پہنتے ہیں۔

ہم پاکستانی، امیر ہوں یا غریب، زمیندار ہوں یا کِسان، کارخانے دار ہوں یا مَزدور، اُستاد ہوں یا شاگرد، ہم سب کے سب اپنے وَطن کو ترقّی دینے کے لیے محنت اور لگن سے کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا ملک دن دونی رات چوگنی ترقّی کر رہا ہے اور دُنیا میں باعزّت مقام رکھتا ہے۔

ہم اپنے مُلک میں بنی ہوئی چیزوں کی قدر کرتے ہیں۔ انھیں استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہم اپنے یہاں کی بہت سی بَنائی ہوئی چیزیں دوسرے مُمالک کو بھی بھیجتے

ہیں جہاں وہ بے حد پسند کی جاتی ہیں اور اس سے ہم بہت سازِ مبادلہ بھی کماتے ہیں۔

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے قُدرتی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اس کی زمین زرخیز ہے۔ اس کے پہاڑوں کے سینوں میں قُدرت نے معدنیات کے ذخیرے جمع کر رکھے ہیں۔ اس کے جنگلات کی لکڑی سے بہت سی صنعتیں چل رہی ہیں۔ ہم اپنی جسمانی اور دماغی قُوتوں سے کام لے کر ملک کی قدرتی دولت کا کھوج لگا رہے ہیں۔ اس میں ہمیں خاصی کامیابی بھی ہوئی ہے۔ ہم اس دولت سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں گے تاکہ ہمارا وَطَن اور بھی خوشحال ہو جائے۔

ہم عہد کرتے ہیں کہ جب تک ہم اپنے وَطَن سے تمام بُرائیوں کو ختم نہ کر دیں، چین سے نہیں بیٹھیں گی۔ ہم اپنے قیمتی وقت کو فضُول کاموں میں برباد نہیں کریں گے۔ اسے عِلم و ہنر حاصل کرنے میں صَرف کریں گے۔

اے پاک وطن! ہم تیری سلامتی اور عزّت اور وقار کے لیے کِسی بھی قُربانی سے گُریز نہیں کریں گے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ہمیں اپنے وطن سے بے حد محبّت کیوں ہے؟
۲- ہمیں آپس میں کس طرح رہنا چاہیے؟
۳- ہمارا قومی لباس کیا ہے؟
۴- پاکستان کی خُوش حالی کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
۵- ہم اپنے وطن کو خوش حال کس طرح بنا سکتے ہیں؟

۶- ہم نے اپنے وطن سے کیا عہد کیا ہے؟

(ب) درج ذیل الفاظ اور محاورات کے معنی اپنی کاپی پر لکھیے:

عہد - جذبہ - خُوش حال - معدنیات - کھوج لگانا - دن دونی رات چوگنی - مہمان نواز - جفاکش - زرِمبادلہ

(ج) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الفاظ: ترقّی - خُوش حال - قدر - پاکستان - مضبُوط - اِستعمال - ضائع - فضول

۱- ہمارا فرض ہے کہ پاکستان کو ______ اور ______ بنائیں۔

۲- اپنے وطن ______ کی ______ کے لیے ہمیں دن رات محنت کرنی چاہیے۔

۳- اپنے وطن کی بنائی ہوئی چیزوں کی ______ کیجیے اور ان کے ______ پر فخر کیجیے۔

۴- اپنا قیمتی وقت ______ کاموں میں ______ نہ کیجیے۔

(د) صحیح جواب پر نشان (✓) لگائیے:

۱- ہمیں اپنے وَطَن سے بے حد اُلفت ہے، کیوں کہ:

(الف) ہم نے اسے بے مثال قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔

(ب) پاکستان میں بہت سے دریا بہتے ہیں۔

(ج) ہمارے وَطَن میں درخت بہت ہیں۔

۲- ہم اپنے وقت کو فُضول کاموں میں ضائع نہیں کریں گے، کیوں کہ:

(الف) ہم محنتی اور بہادر لوگ ہیں۔

(ب) گزرا ہوا وقت دوبارہ نہیں آتا۔

(ج) فُضول کام کر کے ہم اصل کام کرنے سے رہ جائیں گی۔

بھٹ شاہ کا میلا

سندھ میں ہر سال کئی میلے ہوتے ہیں۔ ان میں ایک بِھٹ شاہ کا میلا بھی ہے جو عظیم صُوفی شاعر اور درویش حضرت شاہ عبداللّطیف بھٹائی کی یاد میں ہر سال ماہِ صفر کی ۱۴ تاریخ سے شروع ہوتا ہے اور تین روز تک جاری رہتا ہے۔ اس میلے میں دُور دُور سے عقیدت مند شریک ہونے کے لیے پہنچتے ہیں۔ لوگوں کا اِتنا ہُجوم ہوتا ہے کہ بسوں میں جگہ نہیں مِلتی۔

بِھٹ شاہ پہنچ کر یہ لوگ سب سے پہلے شاہ صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے جاتے ہیں۔ مقبرے کے باہر، اندر جانے والوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں اور اندر پہنچنے کے لیے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ لوگ مزار پر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ جب تک میلا رہتا ہے لوگ وہیں قیام کرتے ہیں۔ رات بھر خُوب رونق رہتی ہے۔ دن کو تو وہاں تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ دن بھر عقیدت مند آتے رہتے ہیں۔

میلے میں کھانے پینے کی چیزوں، مٹھّائیوں اور خُشک میووں کی بے شمار دکانیں ہوتی ہیں۔ جگہ جگہ بھنی ہوئی مکئی کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ یہی اس میلے کی سوغات ہے جسے لوگ خرید کر اپنے رشتے داروں کے لیے لے جاتے ہیں۔ کھیل تماشا کرنے والوں کے گرد بھی لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ کہیں بندر کا ناچ ہو رہا ہے تو کوئی ریچھ نچا رہا ہے۔ کہیں بازی گر اپنے ہاتھ کی صفائی دکھانے میں مصروف ہیں تو کہیں چکّر جھولے میں بچّے اور بڑے، لکڑی کے گھوڑوں پر

سوار، چکر کھاتے نظر آتے ہیں۔ سہ پہر کو سندھ کی روایتی کشتی "ملھ" لڑی جاتی ہے، جس میں جیتنے والے کو انعام دیتے ہیں۔ مزار سے کچھ فاصلے پر ایک جھیل ہے، یہاں بھی لوگ تفریح کرتے نظر آتے ہیں۔

یہاں ایک عمارت میں وہ کتابیں ہیں جو شاہ صاحب کے بارے میں لکھی گئیں۔ دوسری طرف دست کاری کے ایسے نمونے نظر آتے ہیں جنھیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ایسی نفیس، خُوب صورت چیزیں مشینوں کی مدد کے بغیر ہاتھوں سے بنائی جاتی ہیں۔

رات کا سماں بڑا عجیب ہوتا ہے۔ دُور دُور تک پھیلے ہوئے خیموں میں جگہ جگہ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے فقیر اور درویش شاہ صاحب کا کلام ایک ایسے انداز میں پڑھتے ہیں کہ سننے والے جھُومنے لگتے ہیں۔ یہ سلسلہ ساری رات جاری رہتا ہے۔

شاہ صاحب کی زندگی، ان کے کلام اور پیغام کے بارے میں اَدبی محفل بھی ہوتی ہے۔ اس میں مُلک کے مشہور ادیب اور عالم حصّہ لیتے ہیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- بِھٹ شاہ کا میلا کب اور کس کی یاد میں لگتا ہے؟

۲- میلے میں آنے والے لوگ سب سے پہلے کیا کام کرتے ہیں؟

۳- میلے کی خاص سوغات کیا ہے؟

۴- میلے میں کون کون سے کھیل تماشے ہوتے ہیں؟

۵- مزار کے علاوہ اور کون کون سی جگہیں دیکھنے کے قابل ہیں؟

(ب) ذیل کے الفاظ اور محاورات کو جملوں میں استعمال کیجیے:

صُوفی - عقیدت مند - ہجوم - مصروف - سوغات - فاتحہ خوانی -
عقل دنگ رہ جانا - قطار - تِل دھرنے کی جگہ نہ ہونا - ادیب -

(د) صحیح جواب پر یہ نشان (✓) لگائیے:

۱- تِل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی کا مطلب یہ ہے کہ:
(الف) بڑی بھیڑ ہوتی ہے۔ (ب) بڑی دھکا پیل ہوتی ہے۔
(ج) مجمع میں ہَل چَل مچی رہتی ہے۔

۲- عقل دنگ رہ جاتی ہے کا مطلب ہے:
(الف) عقل بڑھ جاتی ہے۔ (ب) عقل کو سکون ملتا ہے۔
(ج) انتہائی حیرت ہوتی ہے۔

(د) ذیل کے جملوں میں صفتوں پر نشان لگائیے:

۱- سندھ میں کئی میلے ہوتے ہیں۔
۲- یہ میلا تین دن تک جاری رہتا ہے۔
۳- تماشائی لمبی قطاریں لگائے ہوتے ہیں۔
۴- مشہور ادیب محفل میں شامل ہوتے ہیں۔
۵- مشہور فن کار اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔
۶- یہ سلسلہ ساری رات جاری رہتا ہے۔
۷- رات کا سماں بڑا عجیب ہوتا ہے۔
۸- ہم نے وہاں دست کاری کے نفیس اور خوب صورت نمونے دیکھے۔

ملی ترانہ

پاک وَطَن ہے پاکستان
اس سے پیار مِرا ایمان
میری آنکھ کا تارا ہے یہ
مجھ کو جان سے پیارا ہے یہ
اس کا جَھنڈا ہم سب کو پیارا
جس پہ چمکے چاند اور تارا
پاک وَطَن ہے پاکستان
سب سے اُونچی اِس کی شان

(ندیم نیازی)

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- شاعر نے وطن کی کس چیز سے مثال دی ہے؟
۲- ہمیں اپنے جھنڈے سے کیوں پیار ہے؟

(ب) اضداد کے جوڑے بنائیے:

	الف	ب
جیسے:	اُونچی	بدصُورت
	محبت	زیادتی
	کمی	نیچی
	خُوب صورت	نفرت

اَقوال زرّیں

ہمارے بزرگوں نے بہت اچھّی اچھّی باتیں کہی ہیں۔اُن کی یہ باتیں ہمارے لیے ایک قیمتی خزانہ ہیں۔اِسی لیے ایسی اچھّی اچھّی باتوں کو "اَقوالِ زرّیں" کہا جاتا ہے۔ ہم اِن باتوں پر عمل کرکے اپنی مشکلات پر قابو پاسکتے ہیں اور اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اگر ہم اِن دانائی کی باتوں کو یادرکھیں اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو یہ ہمیں بہت فائدہ پہنچاسکتی ہیں۔

بچّو! آج ہم آپ کو اپنے بزرگوں کی کہی ہوئی چند اچھّی باتیں سناتے ہیں:

۱- جو امانت دار نہیں،اُس میں اِیمان نہیں۔ (رسولِ اکرَم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

۲- طَلَبِ عِلم کی حالت میں مرنا شہادت ہے۔ (رسولِ اکرَم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

۳- مؤمن وہ ہے جسے نیکی مَسرُور کرے اور بُرائی اَفسُردہ کردے۔
(حَضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عنہ)

۴- عِلم ایک لازوال دولت ہے۔ (حَضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عنہ)

۵- ذِلت کی زندگی سے عِزّت کی موت بہتر ہے۔
(حَضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عنہ)

۶- دِل کی سب سے بڑی بیماری حسد ہے۔ (امام غزالیؒ)

۷- شیر کی ایک دِن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ (ٹیپو سُلطان)

۸- حلال روزی کمانے والے کے دِل کو خدا نُور سے بھر دیتا ہے۔

(شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ)

۹- طالبِ علم کا اَصل کام اپنی ذات، اپنے والدین اور اپنے ملک سے وفاداری اور تعلیم کی طرف کامِل تَوَجُّہ دینا ہے۔ (قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ)

۱۰- عَمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جَہَنَّم بھی۔ (علامہ محمد اقبالؒ)

(الف) ذیل کے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

اقوالِ زرّیں - اقوال - زرّیں - لازوال - ذِلت

(ب) اضداد کے جوڑے بنائیے:

کامیاب - مُشکل - بے وفائی - بُرائی - ناکام - وفاداری - ذِلّت - نُور - آسان - ظلمت - زِندگی - جَہَنَّم - موت - حرام - جنّت - بھلائی - حلال - عِزّت

(ج) حصّہ (الف) کے ہر جزو کے سامنے حصّہ (ب) کے مناسب جُزو کا نمبر لکھیے:

حصّہ 'الف'	حصّہ 'ب'
آج کا کام	۱- اس نے خُدا کو پہچان لیا۔
ذِلّت کی زندگی سے	۲- سارے تالاب کو گندا کرتی ہے۔
جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا	۳- عِزّت کی موت بہتر ہے۔
ایک مچھلی	۴- کل پر موت چھوڑو۔
بدا چھّا	۵- وہ برستے نہیں۔
جو گرجتے ہیں	٦- کام پیارا ہے۔
چام پیارا نہیں	۷- بدنام بُرا۔
تلوار کا گھاؤ بھر جاتا ہے	۸- کل دُوسرا دِن۔
آج مرے	۹-زبان کا گھاؤ نہیں بھرتا۔

(د) کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے جو اقوال یا اشعار انسانی تجربات کا نچوڑ معلوم ہوں، انھیں اپنی نوٹ بک میں لکھتے رہیں۔اِس طرح سے اپنے لیے اقوالِ زرّیں کا ایک مجموعہ تیار کیجیے۔

سُلطانہ رضیہ

سُلطانہ رضیہ دہلی کے مشہُور سلطان اَلتمش کی بیٹی تھی۔ وہ بڑی عقلمند اور بہادر تھی۔ اِسی وجہ سے اَلتمش اسے بیٹوں سے زیادہ چاہتا تھا۔ جب کبھی اَلتمش دہلی سے باہر جاتا تو سلطنت کا انتظام سُلطانہ رضیہ کے سُپرد کر جاتا۔

ایک دفعہ سُلطان اَلتمش اپنے اُمرَاء کے ساتھ شکار کو گیا۔ شہزادی رضیہ بھی مردانہ لباس پہنے، گھوڑے پر سوار اپنے باپ کے ساتھ تھی۔ جب بادشاہ جنگل میں پہنچا تو اسے ایک خوبصورت ہرن نظر آیا۔ اُس نے اپنا گھوڑا اس ہرن کے پیچھے ڈال دیا۔ ہرن بہت تیز دوڑا۔ بادشاہ اور شہزادی رضیہ نے بھی اپنے گھوڑوں کو بہت تیز دوڑایا۔ ان کے ساتھی بہت پیچھے رہ گئے۔ ہرن کے تعاقب میں بادشاہ اور شہزادی ایک بہت خطرناک جنگل میں پہنچ گئے۔

ایک جگہ بادشاہ کا گھوڑا ہرن کے بالکل قریب آگیا۔ بادشاہ نے فورًا تیر چلایا، ہرن زخمی ہو کر گر پڑا۔ بادشاہ گھوڑے سے اُتر کر ہرن کو ذبح کرنے ہی والا تھا کہ ایک شیر دہاڑتا ہوا آیا اور بادشاہ پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن اِس سے پہلے کہ وہ بادشاہ تک پہنچتا، شہزادی رضیہ نے اپنی تلوار سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ سلطان اَلتمش اپنی بیٹی کی جرأت اور بہادری کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

اتنے میں بادشاہ کے سارے مَصاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ مُردہ شیر کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے! جب انھیں اَصل واقعہ معلوم ہوا تو سب نے بہادُر شہزادی کی تعریف کی۔ اس واقعے کے بعد بادشاہ کے دل میں شہزادی کی قدر اور بھی بڑھ گئی۔

اَلتمش کی وفات کے بعد اِس کا بڑا بیٹا تخت پر بیٹھا لیکن وہ حکومت کو چلا نہ سکا، اس لیے سرداروں نے شہزادی رضیہ کو تخت پر بٹھادیا۔ اس نے کامیابی سے تین سال حکومت کی۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- سُلطانہ رضیہ کون تھیں؟

۲- سُلطان اَلتمش کو اپنے بیٹوں سے زیادہ رضیہ کیوں عزیز تھی؟

۳- سُلطان اَلتمش جب دہلی سے باہر جاتا تو سلطنت کا انتظام کس کے سپرد کر جاتا تھا اور کیوں؟

۴- رضیہ سُلطانہ کی جرأت اور بہادری کا کوئی واقعہ بیان کیجیے۔

۵- بھائیوں کے ہوتے ہوئے رضیہ کو تخت پر کیوں بٹھایا گیا؟

(ب) ان الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

تَعاقب - قَدر - وفات - سُپرد - دہاڑا

(ج) صحیح جملے پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- رضیہ مردانہ لباس پہنے تھی۔

۲- رضیہ کا گھوڑا ہرن کے قریب پہنچ گیا۔

۳- رضیہ کے تیر سے ہرن زخمی ہو کر گر پڑا۔

۴- رضیہ نے تلوار سے شیر کو ہلاک کر دیا۔

۵- اَلتمِش کی وفات کے بعد رضیہ تخت پر بیٹھی۔

۶- شیر اَلتمش پر جھپٹا۔

(د) مُذکر اور مؤنّث کے جوڑے بنائیے، جیسے: ہرن - ہرنی

بیٹا - سلطانہ - گھوڑا - مردانہ - بیٹی - شیر - سردارنی - شہزادہ -
سلطان - زنانہ - گھوڑی - شیرنی - ملکہ - شہزادی - بادشاہ - سردار

(ہ) دیے ہوئے الفاظ لگا کر جملوں کو دوبارہ لکھیے:

الفاظ: خطرناک - زخمی - مردانہ - تین - مردہ - دو۔

۱- اَلتِمش ایک جنگل میں پہنچ گیا۔
۲- رضیہ نے تلوار سے شیر کے ٹکڑے کر دیے۔
۳- سُلطانہ رضیہ لباس پہنے تھی۔
۴- بادشاہ کے ساتھی شیر کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔
۵- سُلطانہ رضیہ نے سال تک حکومت کی۔
۶- ہرن ہو کر زمین پر گر پڑا۔

(و) حصّہ (الف) کے ہر جزو کے ساتھ حصّہ (ب) کا ایک جزو لگا کر جملے بنائیے:

حصّہ 'الف'	حصّہ 'ب'
۱- سُلطان اَلتمش کی بیٹی رضیہ	۱- ہرن کے بالکل قریب آ گیا۔
۲- سُلطان اَلتِمش نے	۲- بڑی کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔
۳- تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ کا گھوڑا	۳- یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔
۴- بادشاہ کے ساتھی	۴- بڑی عقلمند اور بہادر تھی۔
۵- سلطانہ رضیہ نے	۵- اپنا گھوڑا ہرن کے پیچھے ڈال دیا۔

میں نے عید منائی

آج عِید کا دن تھا۔ ہم سب گھر والوں نے بڑی خُوشی اور مُسرّت سے یہ دِن گزارا۔ عِید کی تیّاریاں تو ہمارے ہاں رات ہی سے شروع ہو گئی تھیں۔ امّی اور بہنوں کے مہندی لگانا پچھلے سال سے میرے ذمے ہو گیا ہے۔ باجی کی شادی نہیں ہوئی تھی تو اِس قسم کے کام وہی کیا کرتی تھیں۔ اُن کی شادی کے بعد یہ کام اب میں کرتی ہوں۔

چاند رات کو میں نے امّی کے ساتھ چاند دیکھا اور دونوں نے دُعا مانگی۔ پھر کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے جلدی جلدی مہندی گھولی، امّی کے ہاتھ پاؤں میں لگائی۔ پھر اپنی دونوں چھوٹی بہنوں کے مہندی لگانے لگی۔ ثنا ابھی اتنی سمجھ دار نہیں ہے۔ میں نے اُسے سیدھی سادی مہندی لگا دی، وہ بہل گئی۔ لیکن نازیہ کو بہلانا آسان نہ تھا۔ ایک تو وہ بڑی ہو گئی ہے، دُوسرے ہے بھی بہت ذہین۔ میں نے اس کی خواہش کے مطابق اس کے ہاتھوں پر مہندی سے خوب صورت نقش و نگار بنائے، وہ خوشی سے کِھل اُٹھی۔

مہندی سے فارغ ہو کر میں نے امّی کے دوپٹے میں بیل ٹانکی پھر سو گئی۔ صُبح کو جلدی اُٹھ بیٹھی۔ وضو کیا اور نماز پڑھ کر امّی کے ساتھ کام میں ان کا ہاتھ بٹانے لگی۔ امّی شیر خُرما بنانے لگیں۔ میں نے جلدی جلدی پِستے بادام کی ہوائیاں کتریں اور ان کے سُپرد کر کے گھر کی صفائی میں جُٹ گئی۔ صفائی سے فُرصت پا کر میں چھوٹے بھائی بہنوں کو تیار کرنے لگی۔ ابّو بھی تیار ہو گئے اور سب نے مل کر شیر خُرما کھایا۔ پھر ابّو بھیّا کو لے کر عید کی نماز پڑھنے چلے گئے۔

ابّو اور بھیّا جب تک نماز پڑھ کر لَوٹے، امّی اور میں سموسے اور شامی کباب تیار کر چُکے تھے۔ ابھی ہم سب لوگ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا شروع کرنے ہی والے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ بھیّا نے دوڑ کر دروازہ کھولا۔ دیکھا تو باجی اور دُولھا بھائی چلے آرہے ہیں۔ ہم سب کی خُوشی دوبالا ہو گئی۔ دُولھا بھائی بڑھ کر ابّو سے عید ملے، امّی کو سلام کیا۔ اِس کے بعد ہم سب نے خُوشی خُوشی کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر ذرا بیٹھے ہی تھے کہ ابّو کے دوست، امّی کی ملنے والیاں اور مِیری سہیلیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہم ان سے عید ملتے، شیر خرما، چائے اور دوسری چیزوں سے ان کی تواضع کرتے۔

دوپہر کا وقت ہو چکا تھا۔ میں باورچی خانے میں گئی اور دوپہر کے کھانے کی تیاری میں لگ گئی۔ باجی بھی وہیں آگئیں اور میرے ساتھ کام میں شامل ہو گئیں۔ ہم مزے سے باتیں کرتے رہے اور کام بھی ہوتا رہا۔

دوپہر کا کھانا کھا کر باہر گھومنے کا پروگرام بنایا۔ دُولھا بھائی ہمیں اپنی گاڑی میں بٹھا کر سیر کو لے گئے۔ ہم نے چڑیا گھر، فن لینڈ اور عجائب گھر کی سیر کی۔ دُولھا بھائی نے ہمیں آئس کریم اور دُوسری بہت سی مزے دار چیزیں کِھلائیں۔ باجی نے ہم سب بھائی بہنوں کو ہماری پسند کے تحفے خرید کر دیے۔ رات گئے خوشی خوشی گھر واپس لوٹے۔ ٹی وی کھولا تو بڑا اچھا پروگرام چل رہا تھا۔ ہم سب نے وہ پروگرام دیکھا۔ پروگرام ختم ہوا تو ہم سب نے ساتھ مل کر رات کا کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر باجی اور دُولھا بھائی رخصت ہونے لگے تو ابّو نے انھیں عِیدی دی اور امّی نے ڈھیر ساری دُعائیں دیں۔ باجی اور دُولھا بھائی سلام کر کے چلے گئے۔

اب رات ہو چکی ہے۔ سب لوگ سو رہے ہیں۔ میرے سامنے باجی کا تحفہ رکھا ہے جو مجھے ان کی محبت کا احساس دِلا رہا ہے۔ نازیہ اور ثنا میرے سامنے سو رہی ہیں۔ یہ بھی مجھ سے کتنا پیار

کرتی ہیں۔ اور بھیّا، ہمارا پیارا سا، چاند سا بھائی! ہم سب اس سے بے پناہ محبّت کرتے ہیں۔ ہمارا یہ چھوٹا سا گھر جس میں سب ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، کسی جنّت سے کم نہیں۔ اِس میں خوشیاں ہی خوشیاں ہیں، سکون ہی سکون ہے اور آج کے دن کی خُوشیوں کا تو پُوچھنا ہی کیا!

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- عِید کی تیّاری آپ کے ہاں کب سے شروع ہوتی ہے؟
۲- آپ عِید کی تیاری میں اپنے گھر والوں کی کیا مدد کرتی ہیں؟
۳- آپ بھی اپنی عِید منانے کا حال مختصر طور پر لکھیے۔
۴- عِید منانے کے سلسلے میں اپنی امّی اور باجی کی مصروفیات لکھیے۔
۵- آپ عِید کے دن اپنے گھر میں کیا کیا کھانے تیار کریں گی؟

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں "فعل" کے نیچے لکیر لگایئے:

۱- امّی نے مجھے پکڑ کر بٹھا دیا۔
۲- بڑا اچھا پروگرام چل رہا تھا۔
۳- دوپہر کا کھانا کھا کر باہر گھومنے کا پروگرام بنایا۔
۴- دوپہر کا وقت ہو چکا تھا۔
۵- کام سے فرصت پا کر لیٹی۔

(ج) اس سبق کے پہلے صفحے پر جو لفظ "اسم صفت" کے طور پر استعمال ہوئے ہیں، انھیں اپنی کاپی میں لکھیے۔

محنت

وہی لوگ پاتے ہیں عِزّت زیادہ
جو دُنیا میں کرتے ہیں محنت زیادہ

اِسی میں ہے عِزّت، خبردار رہنا
بڑا دُکھ ہے دُنیا میں بے کار رہنا

بڑائی بَشر کو اِسی سے مِلی ہے
نِکمّی جو گزرے، وہ کیا زندگی ہے

گڈریوں کو شاہنشَہی اُسی نے دی ہے
کولَمبَس کو دُنیا نئی اِس نے دی ہے

ہری کھیتیاں جو نظر آرہی ہیں
ہمیں شان محنت کی دِکھلا رہی ہیں

نہیں کرتے دُنیا میں نادان محنت
جو سمجھیں تو سونے کی ہے کان محنت

اِسی سے زمانے میں دولت بڑھے گی
جو دولت بڑھے گی تو عزّت بڑھے گی

یہ کل وہ ہے چلتے ہیں سب کام اس سے
نکلتا ہے اِنسان کا نام اس سے

جو محنت نہ ہوتی تجارت نہ ہوتی
کسی قوم کی شان وشوکت نہ ہوتی

سہارا ہمارا کَمھایا یہی ہے
اندھیرے گھروں کا اُجالا یہی ہے

جو ہاتھوں سے اپنے کمایا وہ اچھّا
جو ہو اپنی محنت کا پیسا وہ اچھّا

مری جان! غافل نہ محنت سے رہنا
اگر چاہتے ہو فراغت سے رہنا

(تلوک چند محرومؔ)

(الف) ان الفاظ کی معنی لکھیے:

بشر - نکمّی - نادان - کل - نام نکلنا - غافل - فراغت

(ب) حصّہ (الف) کے ہر جزو کے سامنے حصّہ (ب) کے مناسب جُزو کا نمبر لکھیے:

حصّہ 'الف'	حصّہ 'ب'
جو محنت کرتا ہے	۱- نئی دنیا دریافت کی تھی۔
بے کار رہنا	۲- محنت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔
انسان کو بڑائی	۳- انسان کا نام روشن ہوتا ہے۔
کولَمبَس نے محنت ہی سے	۴- وہ عِزّت پاتا ہے۔
جو فراغت سے رہنا چاہتا ہے	۵- بہت بڑی بیماری ہے۔
محنت کی بدولت	٦- اسے محنت کرنی چاہیے۔

(ج) صحیح جواب پر یہ نشان (✓) لگائیے:

۱- نِکمّی جو گزرے وہ کیا زندگی ہے۔ یہاں 'کیا زندگی' کے معنی ہیں:

(الف) مزے کی زندگی (ب) خوش حال زندگی (ج) بُری زندگی

۲- محنت سونے کی کان ہے، کی معنٰی یہ ہیں:

(الف) کان میں سونا محنت ہی سے نکلتا ہے (ب) محنت سے دولت حاصل ہوتی ہے

(ج) محنت کر کے سونے کی کان دریافت کی جا سکتی ہے

۳- اندھیرے گھروں کا اُجالا یہی ہے کا مطلب یہ ہے کہ:

(الف) محنت سے گھرانا خوش حال ہو جاتا ہے۔ (ب) محنت کے بغیر گھر میں چراغاں نہیں ہو سکتا۔

(ج) محنت ہی کی بدولت گھروں میں بجلی کی روشنی آتی ہے۔

۴- یہ کل وہ ہے چلتے ہیں سب کام اس سے، کل سے مراد ہے:

(الف) کارخانہ (ب) آج کے بعد آنے والا دن (ج) محنت

☆ کولَمبَس اٹلی کا رہنے والا تھا۔ بعد میں ہَسپانیہ چلا گیا۔ ہَسپانوی حکومت سے مدد حاصل کر کے جنوبی ایشیا (ہندوستان) جانے کا بحری راستہ معلوم کرنے کے لیے روانہ ہوا اور امریکا (نئی دُنیا) کو ۱۴۹۲ء میں دریافت کیا۔

کھیتوں کی سیر

اسکول کی چُھٹّیاں تھیں۔ میں اپنے دوست عظیم سے ملنے اُس کے گاؤں گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ اُس نے کہا، بھئی واہ! اب تو چُھٹّیاں گزارنے میں بڑا ہی مزا آئے گا۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ میں بھی تُمھارے ساتھ کھیتوں کی سیر کروں گا۔ یہ سن کر وہ اور بھی خوش ہوا اور کہا کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں تمھیں اپنے کھیتوں کی سیر ضرور کراؤں گا۔

دُوسرے دن ہم صبح سویرے گاؤں سے باہر نکلے۔ سامنے ہر طرف کھیت ہی کھیت تھے۔ بعض کھیتوں میں فصلیں اُگی ہوئی تھیں اور بعض کھیتوں میں کسان مختلف کاموں میں مصروف تھے۔ عظیم نے کہا کہ میں تمھیں ایک ایک کرکے بہت سے کھیتوں کی سیر کراتا ہوں۔

آؤ پہلے دریا کے کنارے چلتے ہیں جہاں سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے پر ایک اُونٹ جس کی آنکھوں پر ایک پٹّی بندھی ہوئی تھی، رہٹ کی بَلّی سے بندھا ہوا گول چکر کاٹ رہا ہے۔ اس کے اگلے گُھٹنوں میں پیتل کے گُھنگرو بندھے ہوئے تھے جو اُونٹ کے ہر قدم پر ایک دلکش آواز پیدا کر رہے تھے۔ بَلّی کے گھومنے سے ایک چَرخی گھوم رہی تھی، اس سے مِلی ہوئی ایک دوسری چَرخی بھی گھوم رہی تھی جس کے گرد بہت سے ڈبّے لپٹے ہوئے تھے۔ وہ ڈبّے چرخی کے گھومنے سے دریا کے پانی میں ڈوبتے اور پانی لے کر نکلتے۔ وہ پانی ایک لکڑی کی نالی پر گر رہا تھا اور وہاں سے کھیتوں میں جانے والی نالی میں آ رہا تھا۔ ڈبّوں سے پانی گرنے کی "چھَم چھَم" اور اُونٹ کے گُھنگروؤں کی "چھَن چھَن" کی آوازیں مِل کر عجیب سماں پیدا کر رہی

تھیں۔ اس دوران وہاں موجود ایک شخص کبھی کبھی اُونٹ کو زور سے "ہو، ہو" کر کے ہانکتا اور کبھی منہ سے "کچ کچ" کی آوازیں نکالتا، تاکہ اُونٹ سست نہ پڑے یا رُک نہ جائے۔

پھر ہم پانی کی نالی کے ساتھ ساتھ کھیتوں کی طرف آئے۔ سامنے دھان کا کھیت تھا۔ پانی اُسی کھیت میں جارہا تھا۔ وہاں بہت سے مرد اور عورتیں اپنی کمر سے بندھی ہوئی ایک چادر میں سے کچھ ہری ہری گھاس نکال کر اس پانی بھرے کھیت میں خاص انداز سے گاڑ رہے تھے۔ عظیم نے بتایا کہ یہ لوگ پنیری لگا رہے ہیں۔ کچھ دن بعد یہ پودے بڑے ہو کر دھان کی لہلہاتی فصل میں تبدیل ہو جائیں گے۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ گھاس دھان کی فصل کیسے بن جائے گی؟ عظیم نے زوردار قہقہہ مارا اور کہا، "بھئی یہ گھاس نہیں ہے۔ یہ دھان کی پنیری ہے۔ کِسان پہلے دھانوں کو ایک مخصوص زمین کے ٹکڑے میں بوتے ہیں۔ پھر کچھ دنوں میں اُن دھانوں سے کِلّے پھوٹتے ہیں۔ جب یہ کِلّے ذرا بڑے ہو جاتے ہیں تو انھیں وہاں سے اُکھاڑ کر کھیتوں میں لگادیا جاتا ہے۔

آؤ! میں تمھیں وہ کِلّے اُگے ہوئے دِکھاتا ہوں۔ وہ مجھے ایک اور طرف لے گیا جہاں پانی بھری زمین میں یہ کِلّے اُگے ہوئے تھے اور کچھ لوگ اِن کِلّوں کو اُکھاڑ اُکھاڑ کر ان کی چھوٹی چھوٹی پولیاں بنا رہے تھے۔

ایک طرف کچھ کسان ہل جوت کر زمین کو نئی فصلوں کے لیے تیار کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ یہ مٹی کچھ کچھ گیلی تھی۔ عظیم نے بتایا کہ یہ کسان اب ان کھیتوں میں پیاز کی پنیری تیار کریں گی۔ پھر دھان کی طرح پیاز کے پودے بھی یہاں سے اُکھاڑ کر کھیتوں میں قطار سے لگادیں گے۔ اور دیکھو برابر والے کھیت میں کِسان سُہاگے کے ذریعے ہل جتے ہوئے کھیت میں مٹّی کے ڈھیلوں کو ہموار کر رہا ہے، تاکہ یہاں گندم یا مکئی کا بیج ڈالا جاسکے۔ پھر عظیم مجھے ایک اور

کھیت میں لے گیا جہاں کچھ ننّھے ننّھے پودے اگ رہے تھے۔ اس نے بتایا کہ یہ مَسُور کا کھیت ہے۔ یہ بس چالیس دن میں تیار ہو جاتا ہے۔ ابھی مَسُور کی پھلیاں ہری ہی ہوتی ہیں کہ انھیں کاٹ کر ایک صاف جگہ پر جمع کر دیا جاتا ہے اور جب وہ دھوپ میں سُوکھ جاتی ہیں تو اُس ڈھیر پر لکڑی مار مار کر پھلیوں سے مَسُور کے دانے نکالے جاتے ہیں۔ عظیم نے مزید بتایا کہ اگر مَسُور کی پھلیوں کو کھیت ہی میں سوکھنے دیا جائے تو خشک ہو کر خود بہ خود پھُوٹ جاتی ہیں اور ان کے دانے کھیت کی مٹّی میں مل جاتے ہیں۔

اب عظیم کھیتوں کی منڈیروں پر چل کر مجھے ایک اور کھیت میں لے گیا۔ وہاں دیکھا تو کچھ مرد، عورتیں اور بچے کھیت سے سبزیاں چن رہے تھے۔ کچھ لوگ بِھنڈی اور توری چُن رہے تھے تو کچھ بینگن اور کریلے۔ کچھ عورتیں ٹماٹر کے پودوں سے لال لال ٹماٹر چن رہی تھیں تو کہیں زمین کھود کر اروی نکالی جارہی تھی۔ عظیم نے ایک اور کھیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ گنّے لگے ہوئے ہیں۔ آؤ ہم وہاں چلتے ہیں۔ وہاں عظیم کے جاننے والے کسان بیٹھے تھے۔ ہم نے انھیں سلام کیا اور عظیم نے اُن سے میرا تعارف کرایا تو وہ بڑے خُوش ہوئے اور ہمیں کچھ گنّے توڑ کر دیے۔ عظیم نے بتایا کہ یہ گنّے یہاں سے کارخانوں میں جاتے ہیں جہاں ان سے چینی بنائی جاتی ہے۔ ہم بڑے مزے سے گنّے چوستے اور کھیتوں کی منڈیروں پر سے ہوتے ہوئے خوش خوش گھر لوٹ آئے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ عظیم نے اپنے دوست کو کھیتوں کی سیر میں کیا کیا چیزیں دکھائیں؟

۲- کھیتوں میں کسان دھان کی پنیری کس طرح لگا رہے تھے؟

۳- کسان زمین پر سہاگہ کیوں پھیر رہے تھے؟

۴- پیاز کس طرح کاشت کی جاتی ہے؟

(ب) اگر آپ نے کبھی کھیتوں کی سیر کی ہو تو اُس کا حال لکھیے۔

جو لفظ اپنے کوئی معنی نہ رکھتے ہوں لیکن جملے کے معنی پیدا کرتا ہو، اسے "حروف" کہتے ہیں۔ مثلاً:

تک - پر - سے - کو - کا - کی - کے - نے وغیرہ۔

(ج) آپ اس سبق کے پہلے صفحے پر استعمال کیے ہوئے ایسے ہی حروف کو اپنی کاپی میں لکھیے۔

(د) اس سبق کے دوسرے صفحے پر جو فعل استعمال ہوئے ہیں، اُن پر نشان لگائیے۔

(ہ) ذیل کے پیشہ وروں کے نام لکھیے:

۱- عمارتیں بنانے والا ______________

۲- کپڑے سینے والا ______________

۳- جُوتے بنانے والا ______________

۴- ڈاک لانے والا ______________

۵- مِٹھائی بنانے والا ______________

۶- بال بنانے والا ______________

۷- مٹّی کے برتن بنانے والا ______________

۸- تانگہ چلانے والا ______________

۹- لکڑی کا کام کرنے والا ______________

۱۰- لوہے کا کام کرنے والا ______________

نام: ڈاکیا - حلوائی - کمہار - لوہار - نائی - موچی - درزی - کوچوان - بڑھئی - معمار

ٹیلی فُون

۱۰ مارچ ۱۸۷۶ء کی تاریخی شام تھی۔ گراہم بیل اپنی تجربہ گاہ میں کھڑا ٹیلیگراف مشِین پر اپنے ساتھی کو پیغامات بھیج رہا تھا۔ اس کا ساتھی برابر والے کمرے میں کھڑا مشِین کی گَٹ گَٹ کو الفاظ میں تبدیل کر رہا تھا کہ گراہم بیل کا ہاتھ میز پر رکھی ہوئی ایک بیٹری پر لگا اور بیٹری میں سے تیزاب چھلک کر اس کے کپڑوں پر آ گرا۔ گراہم بیل نے کپڑے جھٹکتے ہوئے اپنے ساتھی کو پُکارا "مسٹر واٹسن! ذرا ادھر تو آیئے، مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔" دروازہ کھُلا اور واٹسن صاحب خوشی سے ناچتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور اس سے قبل کہ گراہم بیل ان کی اس بے تحاشہ خوشی کی وجہ معلوم کرنے کے لیے کوئی سوال کرے، چیخ کر بولے "مسٹر بیل! میں نے آپ کی آواز سن لی!"

گراہم بیل کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ اس میں اس قدر خوش ہونے کی کیا بات ہے۔ لیکن واٹسن کا دوسرا جملہ سن کر وہ بھی خوشی سے ناچنے لگا، "آواز مشِین ہی سے آئی تھی بالکل واضح، ایک ایک لفظ بالکل صاف، آپ کی اصل آواز!"

اس طرح وہ مفید آلہ ایجاد ہوا، جسے ہم ٹیلی فون کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ٹیلی فون دو یونانی لفظوں "ٹیلی" اور "فُون" سے مل کر بنا ہے۔ ٹیلی کا مطلب "دُور" اور فُون کا مطلب "آواز" ہے۔ اس آلے کے ذریعے بجلی کی لہریں آواز کو باریک تار کے ذریعے

ایک جگہ سے دوسری جگہ مُنتقل کرتی ہیں۔ ٹیلی فُون کے چونگے یا "رِسیوَر" کا ایک سرا آواز کو لہروں میں اور دوسرا لہروں کو آواز میں مُنتقل کر دیتا ہے۔

ٹیلی فُون کی اِفادِیت سے کون واقف نہیں۔ جو بات پہلے خط و کتابت کے ذریعے ہفتوں اور مہینوں میں ایک دوسرے تک پہنچ پاتی تھی، اب چند سیکنڈ میں ہو جاتی ہے۔ گھر میں ٹیلی فُون ہو تو فوری طور پر ڈاکٹر، پولیس اور فائر بریگیڈ کو بُلایا جاسکتا ہے۔ دُور دراز مُلکوں میں رہنے والے عزیزوں اور کاروباری لوگوں سے چند منٹوں میں رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

ابتدا میں ٹیلی فُون کے تار پر دونوں سروں پر بیٹھے ہوئے دو ہی افراد گفتگو کر سکتے تھے۔ لیکن بعد میں ایک تار سے دو ہوئے، دو سے تین، تین سے چار اور پھر یہ تعداد بڑھتی ہی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اب ایک ایک موٹے تار میں چار چار ہزار باریک تار لپٹے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک تار میں ایک پیغام دوڑ رہا ہوتا ہے۔

دُور دراز کے علاقوں میں تار پہنچانے میں جو دِقت تھی، ریڈیائی لہروں کی دریافت نے انسان کو اس سے بھی نجات دِلادی۔ اب آپ کا یہ پیغام بجائے باریک تاروں پر سفر کرنے کے، فضا میں سفر کرتا ہے۔ اس طریقے میں یہ بھی خُوبی ہے کہ آپ چلتی ہوئی سواریوں ریل، کار، ٹرک اور سمندری جہاز وغیرہ سے بھی اپنے مطلوبہ نمبر پر بات کر سکتے ہیں۔ اس سہولت کے بعد تو دُنیا میں ٹیلی فُونوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ امریکا تمام مُمالک میں اوّل نمبر پر ہے۔ امریکا کے بعد جاپان اور پھر برطانیہ کا نمبر ہے۔ دُور دراز ملکوں سے ٹیلی فُون پر رابطہ قائم کرنے

میں مَصنوعی سیّاروں نے بھی بڑا کام کیا ہے۔

ٹیلی فُون کی ایجاد کو ایک سو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں۔اس ایک صدی میں سائنس دانوں نے اس میں بڑے دل چسپ اور مُفید اضافے کیے ہیں۔ ترقی یافتہ ملکوں میں ایسے ٹیلی فون سیٹ عام ہیں جن میں ڈائل پر نمبر گھمانے کے بجائے مطلوبہ نمبر کا کارڈ ڈال دیا جاتا ہے اور رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔اب نمبر خالی نہ ہونے کا مسئلہ بھی حل کر لیا گیا ہے۔ آپ بٹن دبا دیجیے، جیسے ہی مطلوبہ نمبر فارغ ہو گا، آپ کا ٹیلی فُون خود بہ خود اس سے رابطہ قائم کر لے گا۔ یہی نہیں بلکہ آپ چاہیں تو پیغام محفوظ کرنے والا بٹن دبا کر صُبح گھر سے نکل جائیں، شام کو واپسی پر ایک بٹن دبانے پر آپ کا ٹیلی فُون سارے پیغامات سنا دے گا اور اگر آپ چاہیں کہ وہ بجائے پیغام محفوظ کرنے کے فورًا آپ کو پہنچا دے تو یہ بھی ممکن ہے۔ اگر آپ کسی دریا کے کنارے بیٹھے مچھّلیاں پکڑ رہے ہیں تو جیب میں پڑے ہوئے ٹیلی فُون پر ساری گفتگو ہو سکتی ہے۔ ایسے ٹیلی فُون بھی ہیں جن پر تین مختلف مُلکوں میں بیٹھے ہوئے افراد اپنا مشترکہ اجلاس مُنعقد کر سکتے ہیں۔ ان ساری سہولتوں کے بعد ٹیلی فُون کرنے والوں کو بس ایک ہی حسرت رہ گئی تھی کہ مُخاطب سامنے ہو تو گفتگو کے ساتھ ساتھ اُس کا چہرہ بھی دیکھ سکیں۔ ۱۹۷۰ء میں ایک ایسا آلہ بھی تیار ہو گیا، جس کے چھوٹے سے شیشے میں آپ مخاطب کو رُو برُو دیکھ سکتے ہیں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ٹیلی فُون کے موجد کا نام بتائیے۔

۲- ٹیلی فُون ہمارے کس کام آتا ہے؟ مختصر طور پر بتائیے۔

۳- اب کس کس طرح کے ٹیلی فُون ایجاد ہو گئے ہیں؟

۴- ابتدا میں ٹیلی فُون کس طرح کے ہوتے تھے؟

۵- ٹیلی فُون کس تاریخ کو اِیجاد ہوا؟

۶- کس ملک میں سب سے زیادہ ٹیلی فُون اِستعمال ہوتے ہیں؟

(ب) گراہم بیل کا واقعہ اپنے لفظوں میں لکھیے۔

(ج) مندرجہ ذیل لفظوں کی واحد یا جمع لکھیے:

تجربہ گاہ - کمرے - مشین - کپڑوں - خُوشی - جملہ - لہریں - ساتھی - سوالات - آواز

(د) اس سبق کے پہلے صفحے پر جو جو "حرف" استعمال ہوئے ہیں، انھیں اپنی کاپی میں لکھیے۔

(ہ) اس سبق کے پہلے صفحے پر جو جو لفظ "فعل" کے طور پر استعمال ہوئے ہیں، انھیں اپنی کاپی میں لکھیے۔

حلال کمائی

کسی زمانے میں ہندوستان پر ایک اِنتہائی نیک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کا نام ناصر الدّین تھا۔ وہ ایمان دار، سادہ، نیک دِل اور پارسا تھا۔ وہ چاہتا تو بڑے ٹھاٹ باٹ کے ساتھ رہ سکتا تھا۔ لیکن اس نے کبھی شاہی خزانے کا ایک پیسہ بھی اپنے اور اپنے خاندان پر خرچ نہیں کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ یہ شاہی خزانہ رعایا کا پیسہ ہے، مجھے اس میں سے خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں لینا چاہیے۔

ناصر الدّین بڑا محنتی بادشاہ تھا۔ وہ اعلیٰ درجے کا خُوش نَویس تھا۔ وہ قرآن پاک کی کتابت کرتا اور اُس کی آمدنی سے اپنا گزارہ کرتا تھا۔ اُس کی ملکہ بھی گھر کا سارا کام کاج خُود کرتی۔ اُس کے پاس کوئی خادمہ نہیں تھی۔ وہ خُود ہی گھر کی صفائی کرتی، کھانا پکاتی، کپڑے سیتی۔ غرض گھر کا جو بھی کام ہوتا تھا وہ خود ہی کرتی۔ ایک دن روٹی پکاتے میں اس کا ہاتھ جل گیا۔ جب بادشاہ واپس آیا تو ملکہ نے عرض کیا، "آپ مجھے ایک خادِمہ کی اجازت دیجیے جو گھر کے کام کاج میں میری مدد کرے۔" بادشاہ نے ملکہ کی بات بڑے غور سے سُنی۔ ہاتھ کے جلنے پر افسوس کا اظہار بھی کیا۔ پھر کہا، "بیگم! تم یہ جانتی ہو کہ میں شاہی خزانے سے ایک پائی بھی نہیں لے سکتا، اِس لیے کہ یہ رعایا کا پیسہ ہے۔ میری اتنی زیادہ آمدنی نہیں ہے کہ میں خادِمہ رکھ سکوں۔ میری آمدنی میرے ہاتھ کی کمائی پر موقوف ہے۔ تم جانتی ہو قرآن مجید کی کتابت سے اتنی ہی آمدنی

ہوتی ہے کہ اپنا اور تمھارا پیٹ پال سکوں۔ اس قلیل آمدنی میں ایک خادِمہ رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اگرچہ میں بادشاہ ہوں لیکن حقیقت میں ایک عام غریب آدمی ہوں۔ سلطنت کا خزانہ رِعایا کی ملکیت ہے۔ اسے رِعایا کی بِہبُود پر خرچ کرنا چاہیے۔ اگر آج میں اس خزانے سے کچھ لے لوں تو کل خدا کو کیا جواب دوں گا؟ حلال کی کمائی پر صَبر، شُکر کرو۔ خُدا تمھیں اس کا اَجر دے گا۔"

ملکہ بھی بے حد نیک اور صَبر، شُکر کرنے والی تھی۔ اس نے خُود ہی پھر گھر کا کام کاج کرنا شروع کر دیا اور پھر زندگی بھر بادشاہ سے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- بادشاہ کیسا تھا؟

۲- بادشاہ شاہی خزانے سے پیسہ کیوں نہیں لیتا تھا؟

۳- ملکہ نے بادشاہ سے کیا کہا اور بادشاہ نے کیا جواب دیا؟

(ب) اس سبق کے پہلے صفحے پر جو لفظ صفت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں، انھیں اپنی کاپی میں لکھیے۔

(ج) اس سبق کے دُوسرے صفحے پر جو لفظ "فعل" کے طور پر استعمال ہوئے ہیں، انھیں اپنی کاپی نقل کیجیے۔

(د) اس سبق کے پہلے صفحے پر جو لفظ "اسم" کے طور پر استعمال ہوئے ہیں، انھیں اپنی کاپی میں لکھیے۔

سچ بول کے حاصل ہو جو عِزّت، ہے بڑی چیز
سچ بات تو یہ ہے کہ صداقت ہے بڑی چیز

سچ بولنے والوں پہ ہے اللہ کی رحمت
واللہ! کہ اللہ کی رحمت ہے بڑی چیز

کچھ اس میں شک نہیں کہ صداقت میں ہے راحت
راحت ہمیں مل جائے تو راحت ہے بڑی چیز

سچّائی کو تو ڈُھونڈ کہ ہے گوہَرِ نایاب
مل جائے یہ دولت، تو یہ دولت ہے بڑی چیز

(تاؔجور نجیب آبادی)

(الف) ان الفاظ کے معنی لکھیے:

صداقت - رحمت - گوہرِ نایاب - واللہ - راحت

(ب) اس نظم میں سے وہ الفاظ چھانٹیے جن کا آخری حرف ت ہے اور ت سے پہلے حرف پر زبر ہے۔ جیسے: عزّت۔

__________ __________ __________ __________ __________

(ج) اس نظم کے ذریعے شاعر نے کیا نصیحت کی ہے؟

(د) حصّہ (الف) کے ہر جزو کے سامنے حصّہ (ب) کے موزوں جُزو کا نمبر لکھیے:

حصّہ 'الف'	حصّہ 'ب'
سچ بولنے سے	۱- اَن مول موتی ہے۔
سچّے پر	۲- ایک بیماری ہے۔
سچ	۳- خُدا کی رحمت ہوتی ہے۔
جھُوٹ	۴- عِزّت حاصل ہوتی ہے۔

موڑو اور مگرمچھ

یہ کہانی بہت پُرانی ہے۔ کسی زمانے میں کراچی کا نام کلاچی تھی۔ کلاچی میں سمندر کے کنارے ملاحوں کا گاؤں تھا، جس میں اُبھایو نام کا ایک شخص رہتا تھا۔ اس کے سات بیٹے تھے جو محنتی اور بہادُر تھے۔ وہ ہر روز صُبح سویرے اپنی کشتی میں بیٹھ کر سمندر سے مچھّلیاں پکڑتے اور انھیں بیچ کر گزارہ کرتے تھے۔ ان میں اُبھایو کا سب سے چھوٹا بیٹا مورڑو بہت کمزور اور دُبلا پتلا تھا۔ کشتی چلانا اور مچھّلیاں پکڑنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ چنانچہ مورڑو کے بھائی اسے گھر کی دیکھ بھال کے لیے چھوڑ جاتے تھے۔

ایک دن مورڑو کے بھائی معمول کے مطابق سمندر سے مچھّلیاں پکڑ رہے تھے۔ جس جگہ ان کی کشتی تھی، وہاں ایک بہت بڑا مگرمچھ رہتا تھا۔ یہ مگرمچھ بڑا چالاک اور خونخوار تھا۔ اس سے پہلے وہ کئی لوگوں کو نِگل چکا تھا۔ آج اسے ایک اور شکار نظر آیا۔ وہ اپنا جبڑا کھولے کشتی کی جانب بڑھا۔ مورڑو کے بھائیوں نے اپنی جانیں بچانے کی بہت کوشش کی لیکن مگرمچھ نے کشتی اُلٹ دی اور سب کو ایک ایک کر کے زندہ نگل گیا۔

کچھ ملاح سمندر کے کنارے کھڑے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے اس حادثے کی خبر گاؤں پہنچائی تو لوگوں کو بڑا دُکھ ہوا۔ مورڑو اپنے بھائیوں کی خبر سن کر پاگل سا ہو گیا۔

مورڑو نے اپنے بھائیوں کا بدلہ لینے کی دل میں ٹھان لی۔ سب لوگ حیران تھے کہ یہ دُبلا پتلا اور کمزور سا آدمی اتنے بڑے مگرمچھ کا مقابلہ کس طرح کرے گا!

ایک لوہار مورڑو کا دوست تھا۔ وہ اس کے پاس گیا اور لوہے کا پنجرہ بنوایا، جس کے چاروں طرف نوکیلی سلاخیں نکلی ہوئی تھیں۔ مورڑو لوہے کے اس پنجرے میں خود بیٹھا، اسے مضبوط رسوں سے باندھا، رسّے کا دوسرا سرا بیلوں سے باندھا اور سمندر میں ڈال دیا۔ جونہی پنجرہ مورڑو سمیت سمندر میں گیا، مگرمچھ اس کی جانب بڑھا اور اپنا منہ کھولے پنجرے پر حملہ آور ہوا۔ جیسے ہی مگرمچھ نے پنجرے کو نگلنا چاہا، لوہے کی سلاخیں اس کے جبڑوں میں گُڑ گئیں۔

یہاں مورڑو نے موقعہ غنیمت جان کر رسّی کو ہلایا۔ باہر کھڑے لوگوں نے بیلوں کے پیٹ پر رکھے ہوئے کچرے کو آگ لگا دی جس کی وجہ سے بیل پوری طاقت سے دوڑے اور مگرمچھ خشکی کی طرف کھینچ لائے۔ مورڑو نے بڑی پھرتی سے مگرمچھ کا پیٹ چاک کر ڈالا اور اپنے بھائیوں کی لاشیں صحیح سلامت نکال لایا۔ اس کے بعد مورڑو نے قریبی جگہ پہاڑ کے درمیان اپنے بھائیوں کو دفن کیا اور ان کی قبروں پر مجاور بن کر اپنی زندگی کے باقی دن گزارنے لگا۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- پرانے زمانے میں کراچی کا کیا نام تھا؟
۲- ملاح اپنے چھوٹے بھائی کو سمندر پر کیوں نہیں لے جاتے تھے؟
۳- مورڑو کے بھائیوں کو سمندر میں کیا حادثہ پیش آیا؟
۴- مورڑو نے مگرمچھ کو پھانسنے کے لیے کیا ترکیب کی؟
۵- اس نے اپنے بھائیوں کو کیسے چھُڑایا؟

(ب) ان الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

ملاّح-گپ-خُوں خوار-نِگلنا-منظر-حادثہ-چاک کرنا-معمول۔

(ج) صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگایئے:

۱- مورڑو کم ہمت تھا۔
۲- مگرمچھ ساتوں بھائیوں کو نِگل گیا۔
۳- مورڑو اپنے بھائیوں کے رَنج میں پاگل سا ہو گیا۔
۴- مورڑو نے مگرمچھ کا پیٹ چاک کر دیا۔
۵- صندوق کی سلاخیں مگرمچھ کے جبڑوں میں گڑ گئیں۔

(د) مذکر اور مؤنث کے جوڑے بنایئے:

بھائی-لوہار-مرد-لڑکا-کتیا-دولھا-بوڑھا-بندر-مالی-لوہارن-لڑکی-دھوبن-بڑھیا-مالن-بہن-عورت-کتا-بندریا-دھوبی-دُلہن

طارق بن زیاد

طارق کا تعلق شمالی افریقہ کے ایک قدیم مشہور قبیلے "بر بر" سے تھا۔ اُن کے والد کا نام زیاد تھا۔ اس لیے یہ طارق بن زیاد کے نام سے مشہور ہوئے۔

طارق بن زیاد بچپن ہی سے بہت بہادر تھے۔ وہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ انھوں نے شہسواری، تیر اندازی اور تلوار بازی میں مَہارت حاصل کرلی۔ جوان ہوئے تو ایک عظیم سپاہی بنے۔ مُسلمان ہونے کے بعد آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ عرب کے ایک مشہور مُسلمان سپہ سالار موسیٰ بن نُصَیر جب باغیوں کو سزا دینے اور شمالی افریقہ میں امن وامان قائم کرنے کے لیے آئے تو انھوں نے طارق بن زیاد کو اپنی خدمت میں لے لیا۔ موسیٰ بن نُصَیر، طارق بن زیاد کی بہادری سے خوش ہوئے اور انھوں نے طارق کو "طَنجَّہ" کا حاکم بنادیا۔

۷۱۱ءمیں اسپین (اُندلُس) پر ایک ظالم بادشاہ راڈرک کی حکومت تھی۔ اسپین کے لوگ اس کے ظلم وستم سے تنگ آچکے تھے۔ ایک بار راڈرک کا اپنے ایک ماتحت حاکم جیولین سے جھگڑا ہو گیا۔ جیولین نے راڈرک کو سزا دینے کا ارادہ کیا، لیکن راڈرک کے مقابلے میں کمزور ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہ کرسکا۔ چناں چہ اس نے موسیٰ بن نُصَیر کو اسپین پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ موسیٰ بن نُصَیر نے خلیفہ سے اجازت لے کر سات ہزار سپاہیوں کا لشکر اسپین روانہ کیا اور طارق بن زیاد کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔

طارق اپنے سپاہیوں کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہوا اور اسپین پہنچ کر ایک ایسے مقام پر رُکا جہاں ایک پہاڑ تھا۔ طارق نے سب سے پہلے اس پہاڑ کے دامن پر قبضہ کیا اور مورچے بنانے شروع کیے۔ وہ پہاڑ آج تک جَبَلُ الطارِق (جبرالٹَر) کے نام سے مشہُور ہے۔ راڈرک کو جب مسلمانوں کی فوج کی تعداد کی اطلاع ملی تو وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلے پر آ گیا۔ طارِق نے موسیٰ بن نُصَیر کو پیغام بھیجا کہ راڈرک کا لشکر بہت بڑا ہے، کچھ سپاہی اور بھیجے جائیں تو موسیٰ بن نصیر نے پانچ ہزار سپاہی اور بھیج دیے۔ اس طرح مسلمان سپاہیوں کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی، لیکن راڈرک کی فوج کے مقابلے میں مُسلمان سپاہی اب بھی بہت کم تھے۔

راڈرک کی زبردست فوج دیکھ کر کچھ مسلمان سپاہی پریشان تھے۔ طارِق نے حکم دیا کہ کشتیوں کو آگ لگا دی جائے۔ سپاہی اب اور بھی پریشان ہوئے، کیوں کہ وہ سوچ رہے تھے کہ واپس کس طرح جائیں گے۔ طارِق نے ان کو جمع کیا اور بلند آواز سے کہا کہ :

"ساتھیو! اللہ کی تمام زمین مُسلمانوں کا گھر ہے۔ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ اس سرزمین کو فتح کیے بغیر واپس نہ جائیں گے۔ آپ یہ بات اچھّی طرح سمجھ لیں کہ آگے راڈرک کی فوج ہے اور پیچھے سمندر۔ ساتھیو! سمندر میں ڈوب کر مر جانے سے بہتر یہ ہے کہ آگے بڑھو اور دشمنوں کو شکست دے دو۔"

آخر جنگ شروع ہوئی اور مسلمان شیروں کی طرح راڈرک کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ اس زور کا حملہ کیا کہ راڈرک کے سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ راڈرک کو شکست دے کر طارق بن زیاد نے اسپین پر اسلامی جھنڈا لہرا دیا اور ملک اسپین کا اسلامی نام اُندلس رکھا۔

اسلامی تاریخ میں طارق بن زیاد کا نام روشن ستارے کی مانند چمکتا رہے گا۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- طارق بن زیاد کہاں کے رہنے والے تھے اور کس قبیلے سے تھے؟

۲- طارق ایک عظیم سپاہی کیسے بن گئے؟

۳- موسیٰ بن نُصیر کون تھے؟ انھوں نے طارق کو کس عہدے پر مقرّر کیا؟

۴- طارق نے اسپین پر کیوں حملہ کیا؟

۵- طارق کی فوج کے سپاہی کیوں گھبرا رہے تھے؟

۶- طارق نے کشتیاں جلانے کا حکم کیوں دیا؟

۷- طارق کے اسپین پر حملے کا نتیجہ کیا نکلا؟

۸- طارق نے اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بُلند کرنے کے لیے کیا تقریر کی؟

(ب) ذیل کے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

کم سن - نڈر - خانہ بدوش - شہسواری - مہارت - ستم - شکست

(ج) صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

۱- طارق بن زیاد نے اسپین پر حملہ اس لیے کیا کہ:

(الف) وہ بڑا بہادر اور جنگ جُو تھا۔

(ب) وہ اسپین کو اسلامی سلطنت میں شامل کرنا چاہتا تھا۔

(ج) اسپین کے لوگوں نے اپنے ظالم بادشاہ سے چھٹکارا پانے کے لیے مدد کی درخواست کی تھی۔

۲- طارق بن زیاد نے کشتیاں جلانے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ :

(الف) راڈرک ان پر قبضہ نہ کرے۔

(ب) مسلمان یہ عزم کر لیں کہ راڈرک کو شکست دیں گے ورنہ وہیں شہید ہو جائیں گے۔

(ج) مسلمان سپاہی وطن واپس نہ جا سکیں۔

(د) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الفاظ: تہیہ - نڈر - باغیوں - شکست - سربُلندی

۱- پاکستانی جوان بہادر اور ____________ ہوتے ہیں۔

۲- نوجوانو! اسلام کی ____________ کے لیے لگاتار کوشش کرتے رہیں۔

۳- ____________ نے حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔

۴- ہم نے ____________ کر رکھا ہے کہ پاکستان کو ایک مثالی مُملکت بنائیں گے۔

۵- مجاہدین نے جان کی بازی لگا کر دشمن کو ____________ دے دی۔

وضاحت:

اسپین: یورپ کا ملک، جسے ہَسپانیہ بھی کہتے ہیں۔ مسلمانوں نے اس ملک میں کئی سو سال تک حکومت کی۔

طَنّجہ: مراکش کا مشہور شہر جو شمالی مغربی افریقہ میں اسپین سے بہت قریب واقع ہے۔

دُعا

یا ربّ! تری جناب میں کرتے ہیں یہ دُعا
دُنیا میں ہم کو قوّتِ ایمان کر عَطا
اللہ! لِکھنے پڑھنے کا تو ہم کو شوق دے
صدقے میں پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل کا بھی ذوق دے
یا ربّ! بُرے خیال سے ہم کو بچائیو
سیدھا جو راستہ ہو اُسی پر چلائیو
پرچم ہِلال کا یہ ہمیشہ بلند ہو
رُتبہ ہمارے ملک کا اقبال مند ہو
محنت ہمیشہ کرکے جو دِل سے پڑھیں گے ہم
روشن جہاں میں نام یوں اپنا کریں گے ہم

(مرزا اِسحاق بیگ عارؔف)

مشق

۱۔ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی اپنی کاپی پر لکھیے۔

قوّتِ ایمان - صدقہ - ذوق - ہلال - اِقبال مند

۳۔ ہم جہاں میں اپنا نام کس طرح روشن کریں گے؟

۴۔ چوتھے شعر کی نثر بنائیے۔